ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

20

23 تا 29 جمادی الاولیٰ 1430ھ / 19 تا 25 مئی 2009ء

تہذیبی غلامی کا شکار گروہ

موجودہ زمانہ میں اسلام کے بارے میں بحث و گفتگو کرنے والے دو گروہوں میں سے ایک گروہ وہ ہے جس کی آنکھیں مغربی تہذیب کی جگمگاہٹ سے خیرہ ہوگئی ہیں۔ یہ لوگ اس بُت کے آگے سرِ نیاز جھکائے قربانیاں اور نذرانے گزارنے کے لئے ادب سے کھڑے ہیں۔ وہ مغرب کے اصولوں اور اس کی تقلید پر اس قدر مطمئن ہیں کہ ان کے نزدیک اس مسئلہ پر بحث کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اگر اتفاق سے مغربی تہذیب کی کوئی ایسی بات سامنے آجائے جس کی تائید اسلام بھی کرتا ہو تو وہ تہلیل و تکبیر کرنے لگتے ہیں، اور اگر وہ بات اسلام کے خلاف پڑتی ہو تو وہ تاویل و تحریف سے کام لینے لگتے ہیں۔ گویا یہ بات طے شدہ ہے کہ مغربی تہذیب کے آگے سرنگوں ہونا ہے۔ ان کی نظر میں حلال وہ ہے جسے مغرب نے حلال قرار دیا ہو اور حرام وہ ہے جسے مغرب نے حرام قرار دیا ہو۔ یہ لوگ اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ اسلام اللہ کا کلمہ ہمیشہ بلند رہتا ہے اور وہی لائقِ اتباع ہے۔

علامہ یوسف القرضاوی

اس شمارے میں

وزیراعظم کے نام کھلا خط

نفاذِ شریعت کی اہمیت (ii)

ایک اور لال مسجد!

میں تنظیم میں کیسے شامل ہوا!

بانیٔ تنظیم اسلامی کی پریس کانفرنس

المیہ

گوشۂ اقبال

دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

ڈاکٹر اسرار احمد

سورۃ الاعراف

(آیت:137)

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

﴿وَاَوۡرَثۡنَا الۡقَوۡمَ الَّذِیۡنَ کَانُوۡا یُسۡتَضۡعَفُوۡنَ مَشَارِقَ الۡاَرۡضِ وَمَغَارِبَہَا الَّتِیۡ بٰرَکۡنَا فِیۡہَا ؕ وَتَمَّتۡ
کَلِمَتُ رَبِّکَ الۡحُسۡنٰی عَلٰی بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ ۬ۙ بِمَا صَبَرُوۡا ؕ وَدَمَّرۡنَا مَا کَانَ یَصۡنَعُ فِرۡعَوۡنُ وَقَوۡمُہٗ
وَمَا کَانُوۡا یَعۡرِشُوۡنَ ﴿۱۳۷﴾﴾

”اور جو لوگ کمزور سمجھے جاتے تھے اُن کو زمین (شام) کے مشرق و مغرب کا جس میں ہم نے برکت دی تھی وارث کر دیا۔ اور بنی اسرائیل کے بارے میں اُن کے صبر کی وجہ سے تمہارے پروردگار کا وعدۂ نیک پورا ہوا اور فرعون اور قوم فرعون جو (محل) بناتے اور (انگور کے باغ) جو چھتریوں پر چڑھاتے تھے سب کو ہم نے تباہ کر دیا۔“

وہ لوگ جن کو دبا لیا گیا تھا، اللہ تعالیٰ نے انہیں زمین کے مشرقوں اور مغربوں کا وارث بنا دیا، اُس سرزمین کا جس کے اندر اُس نے برکت رکھی ہے۔ یہ سرزمین ارض فلسطین ہے جس کے متعلق قرآن مجید کی سورۂ بنی اسرائیل میں ہے ﴿الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ﴾ یہ سرزمین اس اعتبار سے بھی مبارک ہے کہ سینکڑوں انبیاء یہاں رہے اور دفن ہوئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد نہ معلوم کتنے طویل عرصے تک یہ انبیاء کا مسکن اور مدفن رہا۔ پھر یہ کہ بڑا زرخیز علاقہ ہے۔ تو اس مبارک خطے کا وارث بنی اسرائیل کو بنا دیا۔ مشارق اور مغارب کا ذکر یہاں Rhythem کے حوالہ سے ایک خاص ترتیب کی وجہ سے ہے۔

اس طرح بنی اسرائیل کے حق میں آپ کے پروردگار کا اچھا وعدہ پورا ہو گیا، یہ اس لئے کہ انہوں نے اُن سختیوں پر صبر کیا جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اُن کو برداشت کرنا پڑیں۔ یہ اُن لوگوں کا ذکر ہے جو موسیٰؑ پر ایمان لائے اور جنہوں نے واقعتاً ثابت قدمی دکھائی۔

اور ہم نے تباہ کر ڈالا جو کچھ فرعون اور اُس کی قوم نے بنایا تھا۔ یعنی اُن کے وہ اونچے اونچے محل اور ٹٹیاں جن پر بیلیں چڑھاتے تھے تباہ و برباد ہو گئیں۔

فرمان نبویؐ

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

بدبودار چیز کھا کر مسجد میں آنے کی ممانعت

عَنۡ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ: ((مَنۡ اَکَلَ مِنۡ ھٰذِہِ الشَّجَرَۃِ الۡمُنۡتِنَۃِ فَلَا یَقۡرَبَنَّ مَسۡجِدَنَا فَاِنَّ الۡمَلَآئِکَۃَ تَتَاَذّٰی مِمَّا یَتَاَذّٰی مِنۡہُ الۡاِنۡسُ)) (متفق علیہ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اس بدبودار درخت (پیاز یا لہسن) سے کھائے وہ ہماری مسجد میں نہ آئے، کیونکہ جس چیز سے آدمیوں کو تکلیف ہوتی ہے اس سے فرشتوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔“

تشریح: مسجد مسلمانوں کی عبادت گاہ ہے جہاں وہ باجماعت نماز ادا کرتے ہیں۔ مسجد کے ماحول کو صاف ستھرا رکھنے اور خوشگوار بنانے کا حکم ہے تاکہ یہاں آ کر عبادت کرنے والے سکون اور اطمینان کے ساتھ نماز ادا کر سکیں۔ اسی لئے مسجد میں ہر وہ کام کرنا ممنوع ہے جو نمازیوں کے لئے اذیت کا باعث ہو۔ جو شخص بدبودار چیز مولی، پیاز یا لہسن کھا کر یا سگریٹ پی کر منہ اچھی طرح صاف کئے بغیر مسجد میں چلا آئے گا تو اس کے منہ کی بدبو ساتھ والے نمازی کے لئے تکلیف کا باعث بنے گی نیز مسجد ایسی جگہ ہے جہاں رحمت کے فرشتے بھی حاضر ہوتے ہیں اور بدبو سے فرشتوں کو بھی نفرت ہے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے بدبودار چیز کھا کر مسجد میں آنے سے منع فرمایا ہے۔

اداریہ
حافظ عاکف سعید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امیر تنظیم اسلامی کا
وزیراعظم پاکستان یوسف رضا گیلانی کے نام خط

مالاکنڈ بالخصوص سوات اِس وقت جس نازک صورتحال سے دوچار ہے، اُس نے دین اور ملک وملت کا درد رکھنے والے محبِ وطن پاکستانیوں کو سخت تشویش سے میں مبتلا کر دیا ہے۔ اپنوں کی نادانی اور غیروں کی سازشوں اور دباؤ کے سبب اس وقت جو فوجی آپریشن ہو رہا ہے، وہ کسی طور بھی ملک کے مفاد میں نہیں ہے۔ اِس آپریشن سے جہاں ایک طرف بہت سے بے گناہ لوگ مر رہے ہیں، اُن کے گھر اور املاک تباہ ہو رہے ہیں، اور لاکھوں بے گناہ مسلمان مرد اور خواتین نقل مکانی پر مجبور ہو چکے ہیں، دوسری جانب اس سے ملکی سلامتی کو شدید خطرات لاحق ہو چکے ہیں، اِس سے اسلام اور ملک دشمن بیرونی طاقتوں کا وہ ایجنڈا آگے بڑھ رہا ہے، جس کے تحت وہ ملک کو عدمِ استحکام، انتشار اور خانہ جنگی کی آگ میں جھونک دینا چاہتی ہیں۔ اندریں حالات امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید نے وزیراعظم پاکستان جناب یوسف رضا گیلانی کے نام ایک کھلا خط لکھا ہے، جس میں انہوں نے صورتحال کی سنگینی اور اُس کے علاج کی طرف توجہ دلائی ہے۔ خط کی خصوصی اہمیت اور افادیت کے پیشِ نظر اِسے بطور اداریہ شاملِ اشاعت کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

محترم ومکرم سید یوسف رضا گیلانی، وزیراعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

انتہائی رنجیدہ اور دکھی دل کے ساتھ آپ کو یہ خط لکھ رہا ہوں اس لیے کہ آپ کا تعلق ملتان کے ایک مذہبی گھرانے سے ہے، لیکن آپ کے دورِ حکومت میں سوات اور نواحی علاقوں میں مسلمانوں کو صرف اس وجہ سے ظلم وستم کا نشانہ بنایا جا رہا ہے کہ وہاں کے لوگ شریعت محمدیؐ کا نفاذ چاہتے ہیں۔ ہزاروں مسلمان شہید کر دیے گئے ہیں، لاکھوں خاندان بے گھر ہو گئے ہیں اور مختلف علاقوں میں کھلے آسمان تلے بے یار ومددگار پڑے ہیں۔ اُن کے گھروں پر آرٹلری سے شیلنگ ہو رہی ہے، فضا سے جہاز آگ برسا رہے ہیں۔ یہ سب کچھ اس لیے ہو رہا ہے کہ امریکہ کو شریعت محمدیؐ کا نفاذ پسند نہیں اور یہودی اپنے اقتصادی غلبے کی راہ میں اسلامی نظام کو سب سے بڑا خطرہ سمجھتا ہے۔ اور ہمارا حال یہ ہے کہ ہم نے چند ڈالروں کی خاطر امریکی غلامی کا پٹہ اپنی گردن میں ڈالا ہوا ہے۔

محترم وزیراعظم! کیا خونِ مسلم اتنا ارزاں ہو چکا ہے۔ کیا غلامانِ محمدؐ کی زندگی اتنی بے وقعت ہو گئی ہے کہ چند ملین ڈالر کی خاطر ہم سوات میں خون کی ندیاں بہا دیتے ہیں، اُن کے گھر بار تباہ کر دیتے ہیں۔ ''آہ 'قومے فروختند وچہ ارزاں فروختند'' ۔ ہمارا سیکولر طبقہ اچھل اچھل کر امریکہ کی حمایت کر رہا ہے اور فوجی آپریشن کی داد دے رہا ہے۔ ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ مارچ 1971ء میں جب مشرقی پاکستان میں فوجی آپریشن کا آغاز کیا گیا تھا تو انہی دانشوروں نے کہا تھا کہ پاکستان کو بچا لیا گیا ہے، جبکہ ہوا یہ کہ اس آپریشن کے نتیجہ

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

جلد 18 — شمارہ 20
23 تا 29 جمادی الاولیٰ 1430ھ
19 تا 25 مئی 2009ء

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت
سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا
محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67۔اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور۔ 54000
فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقامِ اشاعت: 36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-5869501
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 10 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......300 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا---------------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

میں پاکستان دولخت ہو گیا۔ 1973ء میں ذوالفقار علی بھٹو نے بلوچستان میں فوجی آپریشن کیا۔ اس کے نتائج بھی ہم آج تک بھگت رہے ہیں۔ صورت حال یہ ہے کہ وہاں کا گورنر پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ صوبہ ہاتھ سے نکل رہا ہے۔

محترم وزیر اعظم! خدارا تاریخ پر نگاہ ڈالیں۔ کیا ایسی ایک بھی نظیر موجود ہے کہ اپنے عوام کے خلاف کیا گیا فوجی آپریشن دور رس کامیابی سے ہمکنار ہوا ہو اور اس کے مثبت نتائج برآمد ہوئے ہوں۔

محترم وزیر اعظم! مجرموں کے خلاف ایکشن کی آڑ میں بے گناہ شہریوں کا قتل عام کرنا اور انہیں بے گھر کرنا جرمِ عظیم ہے، گناہ کبیرہ ہے۔ سوچنے کی بات ہے کہ اگرچہ بھارتی فوج نے کشمیر میں اپنے غیر ہندو شہریوں یعنی مسلمانوں کے خلاف ریاستی جبر کی انتہا کر دی ہے، تاہم انہوں نے شہری علاقوں پر براہِ راست گولہ باری اور فضائی حملوں کی وہ مثال قائم نہیں جو بدقسمتی سے ہم نے امریکہ کے دباؤ پر اپنے ہی شہریوں کے خلاف کر دی ہے۔ سوچ لیں، کیا ہماری پیٹھ عذاب الٰہی کا ایک اور کوڑا برداشت کر سکے گی۔ یہ فوجی آپریشن دینی اور دنیوی دونوں لحاظ سے غلط، ضرر رساں اور تباہ کن ہے۔ اگر آپ کے دل میں رتی بھر اسلام اور پاکستان کی محبت ہے تو خدارا اس آپریشن کو فوری طور پر بند کرنے کے احکامات جاری کر دیں۔ اہل سوات سے معافی مانگیں، ان کے نقصان کی بھرپور تلافی کریں اور صوفی محمد صاحب کے ساتھ مذاکرات کے ذریعے معاملے کو سلجھانے کی مثبت کوشش کریں۔ شاید اللہ رب العزت کی طرف سے آیا ہوا عذاب ٹل جائے، شاید ہمیں مزید مہلت مل جائے۔ وگرنہ اس احمقانہ فوج کشی کے اثرات لال مسجد کے فال آؤٹ سے کئی ہزار گنا زیادہ ہوں گے۔ خدارا پاکستان کو بچائیں۔ راقم کی رائے میں پاکستان کو امریکی غلامی سے نجات دلائے بغیر بچایا نہیں جا سکتا۔

ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ نائن الیون کے بعد دہشت گردی کے خلاف امریکہ کی نام نہاد جنگ میں خود کو جھونکنے اور امریکی مفادات کی خاطر اپنے تمام قومی مفادات اور دینی روایات کو قربان کرنے کی سنگین غلطی کا یہ نتیجہ ہے کہ آج سارا ملک گویا آگ کی لپیٹ میں ہے۔ ورنہ اس سے قبل طالبان کے دور میں ہماری مغربی سرحد ہی سب سے زیادہ محفوظ تھی۔ موجودہ بحران سے نجات پانے اور پاکستان کے دیرپا استحکام کے لیے ضروری ہوگا کہ ہم امریکہ کی اس جنگ سے مکمل طور پر علیحدگی کا اعلان کریں اور پورے ملک میں شریعت محمدیؐ کے نفاذ کے لیے دستوری طریقہ اختیار کرتے ہوئے قراردادِ مقاصد کو عملی طور پر بروئے کار لائیں۔ ان شاء اللہ اس کے نتیجے میں ہمیں اللہ کی نصرت وحمایت پھر سے حاصل ہو جائے گی جس سے ہم نے امریکہ کی اسلام دشمن پالیسی کی حمایت کی وجہ سے خود کو محروم کر رکھا ہے!

والسلام

(حافظ عاکف سعید)

امیر تنظیم اسلامی

مالاکنڈ ڈویژن کے متاثرہ رفقاء واحباب کی مدد کی اپیل

مالاکنڈ خصوصاً سوات میں فوجی کارروائی کے نتیجہ میں جو رفقاء واحباب بے گھر ہو کر نقل مکانی پر مجبور ہوئے ہیں، ان کے لئے تنظیم کے مختلف مراکز میں انتظام کیا گیا ہے۔ متاثرہ رفقاء مقامی نظم یا مرکزی دفتر گڑھی شاہو لاہور سے رابطہ کریں۔ مرکز تنظیم اسلامی میں ان حضرات کے لئے ایک فنڈ قائم کیا گیا ہے۔

تمام قارئین سے پرزور اپیل ہے کہ وہ اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کی مدد کے لئے بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

المعلن: مرکز تنظیم اسلامی، 67۔اے علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو، لاہور

فون: 6316638-6366638(042) فیکس: 6271241

ای میل: markaz@tanzeem.org

البیان DVD

NEW DVD's Rs. 50/- Each

1۔ ویڈیو دورہ ترجمہ قرآن ڈاکٹر اسرار احمد (مکمل)
2۔ آڈیو انگریزی ترجمہ قرآن (جے۔ ڈی۔ بیل)
3۔ آڈیو تلاوت قرآن الحصری (مکمل)
4۔ تفسیر تفہیم القرآن مکمل E-Book (pdf format)
5۔ ترجمہ ومختصر تفسیر حافظ صلاح الدین ترجمہ جونا گڑھی اور متن کے ساتھ E-book
6۔ الحدیث۔ اربعین نووی سے ڈاکٹر اسرار احمد کے دروس حدیث
7۔ اسلامی اصطلاحات کی ڈکشنری (انگریزی) E-book
8۔ E-book Vocabolary of Holy Quran
9۔ آڈیو قرآن اردو (منتخب)
10۔ فقہ: آسان فقہ 2 حصے (مکمل) E-book
رسائل ومسائل، از مولانا مودودی (5 جلدیں مکمل) E-book
11۔ مختلف انگریزی تراجم قرآن (مکمل) E-book

الھدیٰ DVD

1۔ ویڈیو نصاب، ڈاکٹر اسرار احمد، تفصیلی 112 سے زائد لیکچر والا (مکمل)
2۔ تلاوت منتخب نصاب، شیخ عبدالباسط کی آواز میں (مکمل)
3۔ آڈیو بیان القرآن (مکمل) موبائل
4۔ آڈیو منتخب نصاب تفصیلی 112 سے زائد لیکچر والا (مکمل) [980MB (موبائل فارمیٹ)

رابطہ: ڈاکٹر محمد ابراہیم، لاریکس کالونی گڑھی شاہو لاہور۔ فون: 0300-4624146

نفاذ شریعت کی اہمیت...... اور

شریعت سے انحراف کے نتائج

سورۃ المائدہ کی آیات 44 تا 47 روشنی میں (II)

مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب کا 8 مئی 2009ء کا خطاب

[سورۃ المائدہ کی آیات 44 تا 47 کی تلاوت اور خطبہ مسنونہ کے بعد]

حضرات! گزشتہ دو جمعوں سے نفاذِ شریعت کے حوالے سے گفتگو ہو رہی ہے۔ شریعت یا شرع راستے کو کہتے ہیں۔ یہ وہ راستہ ہے جو اللہ کو مطلوب ہے، اور ہم ہر نماز میں اللہ تعالیٰ سے اسی راستے پر چلنے کی دعا مانگتے ہیں۔ یہی ان لوگوں کا راستہ ہے جن پر اللہ کا انعام ہوا ہے۔ راہ شریعت انفرادی زندگی کے لئے بھی رہنمائی ہے، اور معاشرتی، معاشی اور سیاسی میدان میں عادلانہ نظام عطا کرتی ہے۔ شریعت پر چلنا ضروری ہے۔ شریعت کی پیروی اور اس کی تنفیذ اہل ایمان کی ذمہ داری ہے۔ ہمارا معاملہ یہ ہے کہ نفاذِ شریعت کو آپشنل خیال کرتے ہیں، حالانکہ قرآن مجید اس تصور کی یکسر نفی کرتا ہے۔ قرآن مجید کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کسی امت کو شریعت عطا کر دی جائے اور وہ اُسے اختیار نہ کرے، اُسے نافذ نہ کرے، تو اُس پر اللہ کا غضب نازل ہوتا ہے، اور اُس کی لعنت برستی ہے۔ اِس لئے کہ وہ قوم شریعت کی پاسداری کے عہد کو توڑنے کی مرتکب ہوتی ہے۔ اور اللہ سے عہد شکنی، اُس کے دین سے بے وفائی اور غداری کی یہی سزا ہے۔ چنانچہ سابقہ امت مسلمہ بنی اسرائیل اِسی جرم کی پاداش میں لعنت کی مستحق ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے دین و شریعت کو مکمل فرما دیا ہے، یہ ایک نعمت ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے عطا کئے جانے والا پورا نظام زندگی اور نظام اطاعت ہے۔ دین محض نماز روزہ کا نام نہیں، بلکہ ایک مکمل سسٹم آف سوشل جسٹس بھی ہے۔ یہی دین یہی ضابطۂ حیات اللہ کے ہاں قابل قبول ہے۔

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدہ:3)

”(اور) آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔“

یہاں تکمیل نعمت کی خوشخبری دی جا رہی ہے۔ مسلمانو! اللہ تعالیٰ کا تم پر کتنا بڑا انعام ہے۔ تمہیں کیسا اچھا دین عطا کیا ہے، اِس کی کتنی پاکیزہ تعلیمات ہیں۔ اِس کا نظام عدل غریب اور مظلوم کو بلا قیمت انصاف مہیا کرتا ہے۔ اس کا معاشی نظام کسی کو بھوکا اور تنگدست نہیں رہنے دیتا۔ اِس کا معاشرتی نظام طبقاتی فساد اور جھگڑے ختم کر دیتا ہے۔ وہ ایک صالح اور پاکیزہ معاشرے کی بنیاد رکھتا ہے۔ افسوس ہے کہ اتنے صاف اور شاداب دستور حیات کو چھوڑ کر تم گلے سڑے نظاموں کو اپنا رہے ہو۔ یہی وجہ ہے کہ تمہارا اطمینان اور سکون چھن چکا ہے۔

سورۃ المائدہ کے دوسرے رکوع میں فرمایا کہ اِس نعمت کو یاد کرو جو اللہ نے تم پر کی اور اس عہد کو جو تم سے باندھا گیا ہے۔

﴿وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ﴾

”اور اللہ نے جو تم پر احسان کیا ہے اُس کو یاد کرو اور اُس کے عہد کو بھی جس کا تم سے قول لیا تھا (یعنی) جب تم نے کہا تھا کہ ہم نے (اللہ کا حکم) سُن لیا اور قبول کیا۔ اور اللہ سے ڈرو۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ دلوں کی باتوں (تک) سے واقف ہے۔“

اس سورۃ (المائدہ) کے ساتویں رکوع کی نفاذِ شریعت کی بحث کے حوالے سے خصوصی اہمیت ہے۔ ضرورت اِس بات کی ہے کہ اِس کا حرف بہ حرف مطالعہ کیا جائے۔ اِس لئے کہ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے ہاں شریعت کی کتنی اہمیت ہے اور اس سے انحراف کتنا بڑا جرم ہے۔

فرمایا:

﴿اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَاۗءَ ۚ﴾ (آیت:44)

”بے شک ہم نے تورات نازل فرمائی جس میں ہدایت اور روشنی ہے۔ اسی کے مطابق انبیاء جو (اللہ کے) فرمانبردار تھے یہودیوں کو حکم دیتے رہے ہیں، اور مشائخ اور علماء بھی، کیونکہ وہ کتاب اللہ کے نگہبان مقرر کیے گئے تھے اور اس پر گواہ تھے (یعنی حکم الٰہی کا یقین رکھتے تھے)۔“

نفاذِ شریعت کی بات بنی اسرائیل سے شروع کی جا رہی ہے۔ دین جو نبی کریم ﷺ کو عطا کیا گیا، یہ ایک تسلسل ہے، یہ روزِ اول سے ایک ہی چلا آتا ہے، ہاں شریعت کے تفصیلی احکامات میں وقت کے ساتھ ساتھ اللہ نے تبدیلی کی ہے۔ دین کے بارے میں فرمایا گیا کہ ”اس (اللہ) نے تمہارے لیے دین کا وہی راستہ مقرر کیا جس (کے اختیار کرنے کا) نوح کو حکم دیا تھا اور جس کی (اے محمد) ہم تمہاری طرف وحی بھیجی ہے اور جس کا ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو حکم دیا تھا، (وہ یہ) کہ دین کو قائم رکھنا اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا......“ (الشوریٰ:13) بہرکیف اللہ تعالیٰ نے تورات نازل فرمائی، اِس میں لوگوں کے لئے ہدایت اور روشنی تھی۔ بنی اسرائیل کے انبیاء اِسی کتاب تورات میں دیے گئے قانون و شریعت کے مطابق لوگوں کے فیصلے کرتے تھے۔ انبیاء بنی اسرائیل کا معاملہ منفرد رہا ہے۔ حدیث کے مطابق وہی بنی اسرائیل کی سیاست کرتے تھے۔ انہی انبیاء میں سے حضرت داؤد اور حضرت سلیمانؑ بھی تھے، جنہوں نے اللہ کی بادشاہی کو قائم کیا ہوا تھا۔ بنی اسرائیل کے علماء اور صوفیا بھی اپنے فیصلے اللہ کے دیے گئے قانون کے مطابق کرتے تھے۔ اس لئے کہ یہ لوگ اللہ کی کتاب کے محافظ تھے۔

آج اللہ کی کتاب و شریعت کی محافظت کے اولین ذمہ دار حکمران ہیں۔ اُن کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ شریعت کو نافذ کریں۔ اگر وہ خود کو مسلمان کہتے ہیں اور پھر بھی شریعت نافذ نہیں کرتے تو پھر وہ دین کے غدار ہیں۔ اس کے بعد نفاذِ شریعت کی ذمہ داری علماء اور صوفیاء کی ہے۔ اُن کا کام یہ ہے کہ لوگوں کے اندر شریعت کی تڑپ پیدا کریں، انہیں احساس دلائیں کہ شریعت نافذ نہ کر کے ہم بہت بڑا جرم کر رہے ہیں۔ ہم (معاذ اللہ) اللہ سے اجتماعی طور پر بغاوت کر رہے ہیں۔ انہیں بتائیں کہ نفاذِ شریعت کی جدوجہد سے ہی ہم اس بغاوت کو ختم کر سکتے ہیں۔ یہاں بنی اسرائیل کا تذکرہ ہماری رہنمائی کے لئے کیا جا رہا ہے، تاکہ اس آئینے میں ہم خود کو دیکھ لیں۔

آگے مسلمانوں سے خطاب ہے۔ فرمایا:

﴿فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ﴾

”تو تم لوگوں سے مت ڈرنا اور مجھی سے ڈرتے رہنا اور میری آیتوں کے بدلے تھوڑی سی قیمت نہ لینا۔“

اللہ نے تمہیں جو شریعت دی ہے، اِس کے نفاذ میں لوگوں سے نہ ڈرو، صرف اللہ سے ڈرو۔ یہ نہ سوچو کہ شریعت نافذ کریں گے تو دنیا مخالفت کرے گی، یو این او پابندیاں لگا دے گی، تمہیں ڈر تو صرف اللہ تعالیٰ کا ہونا چاہیے۔ کل طاقت اور اختیار اُسی کے پاس ہے اور یہ کہ دنیا کے حقیر مفادات کے لئے اللہ کے احکامات اور شریعت کے فیصلوں کو نہ چھپاؤ۔

آیت کے آخر میں اُن لوگوں کے بارے میں فرمایا، جو اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلے نہ کریں، جن کی عدالتوں میں فیصلے غیر اللہ کے قانون کے مطابق ہوتے ہوں، جن کے ملکی اور ریاستی امور اسلام سے متصادم قانون کے مطابق چل رہے ہوں:

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾

”اور جو اللہ کے نازل فرمائے ہوئے احکام کے مطابق حکم نہ دے تو ایسے ہی لوگ کافر ہیں۔“

مولانا صوفی محمد کے بیانات پر بے شمار اعتراضات کیے جا رہے ہیں کہ انہوں نے یہ کہہ دیا، وہ کہہ دیا۔ خدارا! یہ تو دیکھئے انہوں نے کس سیاق وسباق میں بات کی ہے۔ ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ آخر صوفی محمد کا فیصلہ تو نہیں، یہ فیصلہ اللہ کا ہے۔ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے: ”ما انزل اللہ“ کے موافق حکم نہ کرنے سے غالباً یہ مراد ہو کہ منصوص حکم کے وجود ہی سے انکار کر دے اور اُس کی جگہ دوسرے احکام اپنی رائے اور خواہش سے تصنیف کر لے، جیسا کہ یہود نے حکم ”رجم“ کے متعلق کیا تھا۔ تو ایسے لوگوں کے کافر ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ اور اگر مراد یہ ہو کہ ”ما انزل اللہ“ کو عقیدۃً صحیح مان کر پھر فیصلہ عملاً اس کے خلاف کرے تو کافر سے مراد عملی کافر ہوگا، یعنی اُس کی عملی حالت کافروں جیسی ہوگی۔“

ہمارے سابق فوجی حکمران نے کہا تھا کہ ہم شریعت کو کیسے نافذ کر دیں، کیا ہم چور کا ہاتھ کاٹ کر لوگوں کو ٹنڈے بنا دیں...... انہی کے دور میں ہماری پارلیمنٹ نے تحفظ حقوق نسواں کے نام سے اسلام سے یکسر متصادم قانون پاس کیا، حالانکہ آئینی طور پر وہ اس بات کی پابند ہے کہ قرآن وسنت کے خلاف قانون نہیں بنا سکتی، اس لئے کہ اقتدارِ اعلیٰ عوام کے نمائندوں کے پاس نہیں، اللہ کے پاس ہے۔ ان نمائندوں کو جو اختیار حاصل ہے وہ اللہ کی امانت ہے۔ قابل غور بات یہ ہے کہ تحفظ حقوق نسواں بل کے نام سے قرآن وسنت کے یکسر منافی یہ قانون سازی اللہ تعالیٰ سے بغاوت نہیں تو اور کیا ہے۔ مشرف صاحب اور اُن کے حواری تو یہ دعویٰ کرتے رہے کہ یہ قانون قرآن و سنت کے منافی نہیں ہے، لیکن ظاہر ہے کہ وہ دین پر اتھارٹی نہیں، دین پر اتھارٹی وہ مستند علماء ہیں جنہوں نے باقاعدہ دین سیکھا ہے۔ تو جن لوگوں نے یہ قانون پاس کیا، اس کے حق میں ووٹ دیا، ان کو سوچنا چاہیے کہ وہ اس آیت کی رو سے کہاں کھڑے ہیں؟ ہمیں معاملات کو میڈیا کی آنکھوں سے نہیں دیکھنا چاہیے، بلکہ قرآن وسنت کے آئینے میں اُن پر نگاہ ڈالنی چاہیے۔

پاکستان میں تریسٹھ سال گزر جانے کے باوجود اسلام نافذ نہیں ہو سکا۔ یہ ہمارا بہت بڑا جرم ہے۔ اس جرم میں پوری قوم شریک ہے، سوائے اُن لوگوں کے جنہوں نے حقیقتاً نفاذِ اسلام کے لئے اپنی پوری توانائیاں صرف کر دیں...... تاہم سب سے بڑے مجرم حکمران طبقات ہیں۔ اس لئے کہ اُن کے پاس اختیار تھا کہ وہ شریعت کو نافذ کرتے۔ اگر انہوں نے شریعت نافذ نہیں کی تو وہ جرم عظیم کے مرتکب ہوئے ہیں۔ اس میں صدور، وزرائے اعظم اور ارکان قومی اسمبلی اور سینٹ سبھی شامل ہیں۔ اس کے بعد بڑے مجرم دینی طبقات ہیں، جو نفاذِ اسلام کے عظیم مشن کی بجائے مسلکی اختلافات میں اُلجھ کر رہ گئے۔ ان کا کام یہ رہا ہے کہ اپنے مسلک کو کیونکر برتر اور برحق ثابت کیا جائے۔

آگے قانونِ قصاص کا بیان ہے۔ فرمایا:

﴿وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ۭ﴾

”اور ہم نے اُن لوگوں کے لئے تورات میں یہ حکم لکھ دیا تھا کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور سب زخموں کا اسی طرح بدلا ہے۔“

تورات میں قصاص کا پورا قانون دیا گیا تھا۔ یہ حکم تھا کہ اگر ایک شخص کسی کو قتل کرتا ہے، تو اُس کی سزا کے طور پر قاتل کی بھی جان لی جائے گی۔ یہی قانون شریعت اسلامیہ میں ہے۔ قاتل کی جان بخشی کی صورت یہ ہے کہ مقتول کے ورثاء اُسے معاف کر دیں۔ قاتل کی معافی کا اختیار سوائے ورثاء کے اور کسی بھی اتھارٹی کو نہیں۔ صدر اور وزیراعظم بھی یہ حق نہیں رکھتے۔ اللہ کا شکر ہے کہ حال ہی میں ہماری سپریم کورٹ کے اپلیٹ بنچ نے بھی یہ فیصلہ دیا ہے کہ قاتل کو معافی دینے کا حق صدر اور گورنر وغیرہ کو نہیں ہے، یہ اختیار صرف ورثا کو حاصل ہے۔ قتل تو بہت بڑا جرم ہے۔ اِس کے علاوہ اگر کوئی کسی کو کوئی اور نقصان پہنچاتا ہے تو اُس میں بھی قصاص کا قانون ہے۔ اگر کسی نے دوسرے کی آنکھ پھوڑی ہے تو جواباً اُس کی بھی آنکھ پھوڑی جائے گی۔ اسی طرح ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان اور کسی دوسرے زخم کے بدلے میں اتنا ہی زخم کے قاعدے پر عمل کیا جائے گا۔ جتنا کسی نے دوسرے کو زخم لگایا ہے، اتنا ہی اُسے بھی مجروح کیا جا سکتا ہے۔ یہ مجروح شخص کا حق ہے۔ وہ اس کا مطالبہ کر سکتا ہے اور عدالت اس بنیاد پر فیصلہ کی پابند ہوگی۔

﴿فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ۭ﴾

”لیکن جو شخص بدلا معاف کر دے وہ اس کے لئے کفارہ ہوگا۔“

جس شخص کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے، جسے کوئی زخم لگا ہے، اگر وہ اس زیادتی کو معاف کر دے، تو یہ چیز اُس کے لئے بڑے اجر وثواب کی موجب ہے۔ اُس کا یہ عمل اُس کے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا...... ہمارے دین میں بڑا توازن ہے۔ ایک طرف قانون قصاص ہے، جس کے تحت مظلوم کو بدلہ کا پورا حق دیا گیا ہے، تو دوسری جانب اُسے قصور کو معاف کر دینے کا راستہ بھی بتایا گیا ہے۔ اُسے یہ ترغیب دی گئی ہے کہ اگر تم ایسا کرو تو یہ بڑے احسان اور بھلائی کی بات ہے۔ قصاص کا حق دینے کے ساتھ ساتھ عفو و درگزر کی ترغیب و تشویق اس لئے دلائی گئی ہے، تاکہ معاشرے میں محض انتقام اور بدلے کا کلچر ہی پروان نہ

چڑھے، بلکہ افراد معاشرہ میں ایک دوسرے کے قصور معاف کر دینے کا جذبہ بھی زندہ و بیدار رہے۔

قانونِ قصاص کے تذکرہ کے بعد فرمایا:

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾

"اور جو اللہ کے نازل فرمائے ہوئے احکام کے مطابق حکم نہ دے تو ایسے ہی لوگ بے انصاف ہیں۔"

دیکھئے، اللہ کے نازل کردہ احکامات سے ہٹ کر فیصلے کرنے والوں کے متعلق پہلا فتویٰ یہ تھا کہ وہ کافر ہیں، اب دوسرا حکم یہ آیا ہے کہ وہ ظالم ہیں۔ قرآن حکیم میں ظلم شرک کے معنوں میں بھی آیا ہے، شرک کو ظلم عظیم قرار دیا گیا ہے۔ توحید کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی غیر مشروط حاکمیت اعلیٰ تسلیم کی جائے۔ اگر اللہ کی حاکمیت کی بجائے انسان یا انسانوں کے کسی گروہ کو حاکمیت اعلیٰ کا سزاوار قرار دیا جاتا ہے تو یہ سیاسی سطح پر بدترین شرک ہے۔ حاکمیت جمہور یا حاکمیت ملوک کے تصورات اسی شرک کی صورتیں ہیں۔

﴿وَقَفَّيْنَا عَلٰٓي اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۠ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ ۙ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ٥ وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ۭ﴾ (آیات: 46,47)

"اور ان پیغمبروں کے بعد انہیں کے قدموں پر ہم نے عیسیٰ بن مریم کو بھیجا جو اپنے سے پہلے کی کتاب تورات کی تصدیق کرتے تھے اور ان کو انجیل عنایت کی جس میں ہدایت اور نور ہے۔ اور تورات کی جو اس سے پہلی (کتاب) ہے تصدیق کرتی ہے۔ اور پرہیزگاروں کو راہ بتاتی اور نصیحت کرتی ہے۔ اور اہل انجیل کو چاہیے کہ جو احکام اللہ نے اس میں نازل فرمائے ہیں، اس کے مطابق حکم دیا کریں۔"

پہلے تورات اور اہل تورات کا تذکرہ تھا۔ اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کو دی گئی کتاب انجیل کا ذکر آ رہا ہے۔ فرمایا، ہم نے ابن مریم کو تورات عطا کی۔ اس میں بھی ہدایت اور نور تھا۔ یہ اپنے سے سابقہ کتاب یعنی تورات کی تصدیق کرتی ہوئی آئی تھی، اور اہل تقویٰ کے لئے ہدایت تھی۔ آگے وہی بات آ رہی ہے جو اس سورت کا مرکزی مضمون ہے۔ فرمایا، چاہیے کہ انجیل والے بھی اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلے کریں، اس شریعت کو نافذ کریں، اگر وہ یہ کام نہیں کرتے تو وہ فاسق ہیں، فرمایا:

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾

"اور جو اللہ کے نازل کئے ہوئے احکام کے مطابق حکم نہ دے گا تو ایسے لوگ نافرمان ہیں۔"

"فسق" کا لفظ شیطان کے لئے بھی آیا ہے، جو اللہ کا باغی ہے۔ اُس نے اللہ کا حکم توڑا۔ تو جو لوگ اللہ کی شریعت کی بجائے خود ساختہ قوانین کے مطابق فیصلے کریں، وہ بھی شیطان کی راہ پر چلنے والے ہیں، فاسق اور گناہ گار ہیں۔

قرآن حکیم کی متذکرہ بالا آیات پر غور کیجئے۔ کیا ہم اِن آیات میں دیے گئے فتووں کے زد میں نہیں آ رہے؟ ملک خداداد پاکستان کو قائم ہوئے تریسٹھ سال ہو گئے ہیں۔ ہم نے یہ ملک اللہ تعالیٰ سے نفاذ اسلام کا وعدہ کر کے مانگا تھا۔ ہم نے یہ کہا تھا کہ اے اللہ متحدہ ہندوستان میں ہم اپنے دین پر عمل پیرا نہیں ہو سکیں گے۔ ہندو اپنی اکثریت کی بنا پر ہماری تہذیب، ہمارے کلچر اور ہماری روایات کو نہیں چلنے دیں گے۔ ہمارا نظام زندگی مغلوب ہو گا۔ اے اللہ، تو ہمیں ایک آزاد اور خود مختار خطۂ زمین عطا فرما دے، تا کہ ہم اس میں تیرے دین کا بول بالا کر سکیں۔ لیکن یہ وعدہ وعدہ ہی رہا۔ قیام پاکستان کے بعد ہم نے مسلسل اس وعدہ سے انحراف کیا۔ ہم نے بے دردی کے ساتھ اللہ کی رٹ کو ہر موقع پر چیلنج کیا، اُس کے قانون کو پامال کیا۔ یہی نہیں، اللہ کی رٹ کی بحالی کے لئے کوشش کرنے والوں کے ساتھ درندگی اور بہیمیت کا بدترین مظاہرہ کیا۔ لال مسجد سے جب نفاذ شریعت کی صدا بلند ہوئی تو اسے گورنمنٹ کی رٹ کو چیلنج قرار دے کر معصوم اور بے گناہ بچیوں کو فاسفورس بموں سے بھون ڈالا گیا۔ اب وہی تاریخ سوات میں دہرائی جا رہی ہے۔ سوات معاہدے پر حکومت نے دستخط کیے تھے، تو اس کے تحت فوری طور پر دارالقضاء قائم کیا جانا چاہیے تھا پھر یہ کہ تحریک نفاذ شریعت کی ایک شرط بھی تھی کہ قاضی کے تقرر کے لئے اُن سے مشورہ کیا جائے گا، پھر حکومت نے ایسا کیوں نہیں کیا۔ رہی بات قیام امن کی تو آپ تحریک نفاذ شریعت محمدی کو قیام امن کا موقع تو دیتے۔ اُن کے پاس جادو کی چھڑی تو نہیں کہ وہ آن واحد میں سو فی صد امن قائم کر دیتے۔ اس میں کچھ وقت تو لگنا تھا۔ لیکن آپ نے انہیں یہ موقع نہیں دیا۔ ظاہر ہے، دنیا کو گوارا نہیں تھا کہ یہاں شریعت نافذ ہو۔ امریکہ اور اُس کے حواریوں نے روزِ اول سے اس معاہدے کی کھلم کھلا مخالفت شروع کر دی تھی، لہٰذا اُن کے دباؤ میں آ کر یہ آپریشن شروع کر دیا گیا۔ اس وقت سوات میں فتنہ و فساد کی ایسی صورت حال ہے جس میں نہ مارنے والے کو پتہ ہوتا ہے کہ وہ کیوں مار رہا ہے اور نہ ہی مرنے والے کو علم ہوتا ہے کہ اُسے کیوں مارا جا رہا ہے۔ سوات میں اصل گیم بیرونی طاقتوں کی ہے۔ اس گیم کی نوعیت جو بھی ہو، یہ امر واضح ہے کہ یہ اسلام اور پاکستان کے یکسر خلاف ہے۔

یہ بات کس قدر افسوس کی ہے کہ حکومتی رٹ کی بحالی کی تو ہمیں فکر ہے، لیکن اِس بات کا ذرہ برابر احساس نہیں کہ قیام پاکستان کے بعد سے اب تک ہم اللہ کی رٹ کو چیلنج کر رہے ہیں، اللہ کے قانون کے نفاذ سے پہلو تہی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ مسلمان ہو کر زمین میں اللہ کی رٹ کو تسلیم نہ کرنا بہت بڑا فتنہ ہے، ایک عظیم جرم ہے۔ یہ بات اور بھی افسوسناک ہے کہ بحیثیت قوم ہمیں احساس زیاں بھی نہیں ہے۔ ہمیں اِس بات کی کوئی پروا نہیں کہ ہم شریعت سے بغاوت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ ہمیں اس بات کا احساس تو ہے کہ ہمیں موجودہ نظام میں ہمارے حقوق نہیں مل رہے، مگر ہمارا جو اصل حق ہے یعنی نظام شریعت کے مطابق ہمیں زندگی بسر کرنے کے مواقع فراہم کیے جائیں، اِس کی طرف کسی کی توجہ نہیں جاتی۔

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

شریعت سے انحراف کا نتیجہ ہے کہ آج ہم مسائل میں گھر چکے ہیں۔ پاکستان عملاً بحرانستان بن گیا ہے۔ پوری دنیا ہمیں "فیلڈ سٹیٹ" قرار دے رہی ہے۔ دنیا جن پیمانوں سے ہمیں ناکام ریاست قرار دیتی ہے اُن سے قطع نظر یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ نظریاتی محاذ پر ہم ایک انتہائی ناکام قوم ثابت ہوئے ہیں۔ یہ ہماری سب سے بڑی ناکامی ہے کہ نفاذ اسلام کے جس مقصد کی خاطر ملک حاصل کیا تھا، اُسے پورا نہیں کر سکے۔ اور اسی ناکامی نے پھر ہمیں دوسرے محاذوں پر ناکامی سے دوچار کیا ہے۔ مسلمانوں کے حوالے اللہ کا یہ واضح قانون ہے۔

﴿اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَعَلَي اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ٥﴾

(آل عمران: 160)

"اگر اللہ تمہارا مددگار ہے تو تم پر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔ اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو پھر کون ہے کہ تمہاری مدد کرے۔ اور مومنوں کو چاہیے کہ اللہ ہی پر بھروسا رکھیں"

آج ہم اِس قانون کی زد میں آ چکے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں کسی بڑے عذاب سے بچائے، ہمارے حکمرانوں کو بھی صحیح فیصلے کرنے کی توفیق دے اور ہم سب کو بھی مومن اور مسلم ہونے کے تقاضے پورے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین) [مرتب: محبوب الحق عاجز]

ایک اور لال مسجد!

عامرہ احسان

اہل پاکستان کو مبارک ہو۔ دہشت گردی کے خلاف جس جنگ کا آغاز ہم نے امریکہ کے شانہ بشانہ آٹھ سال پہلے کیا تھا وہ اب اپنے منطقی انجام کی طرف بڑھ رہی ہے۔ پہلے پہل ہم ملفوف انداز سے پاکستان کے تحفظ، سلامتی اور بقاء کی خاطر جھجکے جھجکے مسلمانوں کا شکار کھیلتے رہے۔ افغانستان کو تہہ و بالا کرنے میں خدمات تو ساری انجام دیں، لیکن رویہ معذرت خواہانہ ہی تھا۔ مسلمانوں کو بیچنے (سمیت ڈاکٹر عافیہ کے) قیمت وصول کرنے، اپنے علاقوں میں ڈرون تعاون کے ضمن میں ایک وضع داری نبھانے کی کوشش بہرحال کی تھی لیکن اب وہ مرحلہ (میڈیا کے بھرپور تعاون سے) آن پہنچا جہاں بہانگ دہل طالبان کے فتوؤں کے عوض بھرپور کھلی جنگ کا آغاز کر دیا گیا۔ پوری قوم کو اعتماد میں لے کر صوفی محمد صاحب کے چند جملے اس جنگ کا جواز فراہم کرنے کے لئے کافی ثابت ہوئے۔ فکر کی بات نہیں۔ عوام کی فلاح و بہبود میں تو کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی جائے گی۔ صرف گھر بار چھوڑ کر کھلے تازہ ہوادار خیموں میں رہائش مہیا کی جائے گی۔ من و سلویٰ فراہم کرنے کے لئے قوم کا جذبۂ اخوت اور دینی جماعتوں کا (جو ویسے بھی اب فارغ ہیں) جذبۂ خدمت کام آئے گا۔ جو افراد شہید ہو جائیں گے ان کے بعد ان کے قریب ترین اگلے رشتہ دار کو ملازمت دے دی جائے گی۔ پھر اس سے اگلے کو اور پھر اس سے بھی اگلے کو۔ لہٰذا تشویش نہیں ہونی چاہئے۔ خودکش حملے برداشت نہیں کئے جائیں گے۔ البتہ اوباما زرداری ملاقات اور تازہ ترین سودا بازی میں وزیراعظم و دیگر حکومتی اداروں کی مکمل تائید و شرکت کے ذریعے وجود پاکستان، نظریہ پاکستان، عوام پاکستان پر سرکار کی طرف سے جو بھرپور خودکش حملہ ہوا ہے، اس کی تہہ تک پہنچنے کی لگتا ہے کہ فرصت دینی سیاسی قیادتوں کے پاس نہیں ہے۔

وائٹ ہاؤس کے ترجمان نے یہ ہمیں (کامیابی سے) باور کروایا ہے کہ پاکستان کو خطرہ بھارت سے نہیں طالبان سے ہے۔ اسی لئے ہم نے ٹرانزٹ ٹریڈ کے دروازے اپنے ازلی ابدی خیر خواہ اور محب بھارت کے لئے کھول دیئے ہیں۔ اصل خطرہ طالبان سے ہے۔ پانی پینے کو نہ ملا تو منرل واٹر سہی، کم از کم شراب کی بندش کا خطرہ تو لاحق نہ ہوگا۔ زمینیں بنجر ہو گئیں تو امریکی گندم کھا لیں گے، کم از کم رقص و سرور کا ناطقہ تو بند نہ ہوگا۔ ایٹمی پروگرام کا غم کیا کھانا جب ہیلری، رابرٹ (گیٹس اور گبز دونوں) اطمینان دلا رہے ہیں کہ بھارت ہمارا دشمن نہیں، خطرہ نہیں تو بیچارے طالبان کی خاطر تابکاریوں بھرے، بم رکھ کر کیا لینا۔ ان سے نمٹنے کو تو ہمارے چند ہیلی کاپٹر، جہاز اور ڈرون کافی ہیں۔ بس یہ شدت پسند صاف ہو گئے تو ہمارا "مثالی" طرز زندگی قائم رہے گا۔ جاگیرداروں، وڈیروں، سیاسی خانوادوں کی غلامی میں چپ چاپ فلموں، ڈراموں سے دل بہلاتے عوام، چرس، ہیروئن کے سوٹوں میں زندگی کے غم تحلیل کرتے غرباء اسی طرح اپنے اپنے حصے کی زندگی گزارتے رہیں گے۔ طالبان کا بہت ہولناک خطرہ تھا جو ایک دوٹوک فیصلے سے ٹل گیا۔ صوفی محمد صاحب کے بیٹے نشانہ بن گئے۔ زرداری کا مذاکرات کا اگلا دور مزید خوشگوار ہوگا اور پاکستان کے لئے امریکہ سے مزید خیر و برکت کا سامان لائے گا۔

> **لال مسجد کی طرح خون کی نئی ہولی کھیلی جانے لگی ہے۔ اہل سیاست منہ موڑ کر بیٹھ گئے ہیں کہ "مار چکو تو گنتی بتا دینا"۔ ایک "چین ری ایکشن" لال مسجد پر شروع ہوا تھا۔ اب کیا ہوگا، واللہ اعلم؟**

رابرٹ گیٹس نے شمالی افغانستان میں اپنی فوجوں سے خطاب کرتے ہوئے (سکھ کی ٹھنڈی سانس بھر کر) کہا کہ پاکستان میں امریکہ کو اپنی فوج بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے۔ پاکستان کو شدت پسندوں سے جو خطرات لاحق تھے، پاکستان نے اب جب خود ہی اُن سے نمٹنے کا ارادہ کر لیا تو امریکہ کو کس کالے کتے نے کاٹا ہے کہ وہ پاکستان میں اپنی فوج بھیجے۔ بلکہ خبر ہے کہ جب امریکی ہیلی کاپٹر نے وزیرستان پر پرواز کی تو پاکستانی فوج نے مار بھگایا۔ ظاہر ہے امریکہ کون ہوتا ہے ہمارے عوام کو مارنے والا۔

ایک امریکی گولی چلائے بغیر اور ایک امریکی فوجی کے مرے بغیر جب پاکستان کے اسلام پسند (یعنی شدت پسند) مار دیئے جائیں اور جہاں امریکہ کا پسینہ بہتا ہے وہاں ہم اپنا خون بہا رہے ہوں، امریکہ پر اپنی جانیں فدا کر رہے ہوں تو رابرٹ گیٹس فوجیوں کو بھی مژدہ سنائے گا۔ مزید اسی بیان میں گیٹس نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ وہ امریکی فوجیوں کو زیادہ وقت گھر پر گزارنے کے مواقع دینے کے منصوبے پر بھی غور کر رہے ہیں۔ جب پاکستانی اپنے گھر بار، بیوی بچے، مسجد، قرآن چھوڑ کر سوات، بونیر، مالاکنڈ میں صفایا پھیر رہے ہوں تو امریکی فوجی عافیت سے اپنے گھر کیوں نہ چلا جائے۔ امریکی فوجی یوں بھی امریکہ کو بہت مہنگا پڑ رہا ہے۔ پاکستان وہی خدمت اونے پونے کرنے کو تیار ہے۔

دور اول کا مسلمان کہتا تھا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان یارسول اللہ ﷺ، آج پاکستان کا مسلمان کہہ رہا ہے میری جان، میرے مسلمان بھائی بہن کی جان تم پر قربان اے امریکہ! 'شہید' اب بھی ہو رہے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ یہ شہیدانِ امریکہ ہیں۔

لاوے کی صورت پکتے درد دل کے بہہ نکلنے کی بات الگ ہے لیکن ذرا پلٹ کر تو دیکھئے کہ اس پوری دجالی، صلیبی جنگ کا یہ مرحلہ کیونکر آیا۔ سادگی، اخلاص میں گندھے طالبان اس دور میں میڈیا وار کے عنصر کی اہمیت کو باور نہ کر پائے۔ عراق، افغانستان جنگ کو جواز فراہم کرنے میں میکاولی سیاسی حربوں کے تحت اصطلاحوں کی گھن گرج میں لپٹے مسلسل اعصاب شکن حد تک بولے جانے والے جھوٹ کا جو حصہ ہے وہ ادنیٰ عقل رکھنے والے شخص کے لئے بھی اظہر من الشمس ہے۔ یہی عین دجالی فتنہ ہے جس کا نمایاں ترین عنصر، جھوٹ، فریب، ملمع کاری، حق و باطل کو گڈمڈ کر دینا، انتشار فکری ہے۔ میڈیا کی یلغار، زرخرید

چینلوں، افراد کی بھرمار، پوری دنیا کا میڈیا کلیتاً مغرب اور بالآخر پنجۂ یہود میں ہے۔ ورلڈ میڈیا سے سچ کو تلاش کرنا کوڑے کے ڈھیر سے رزق تلاش کرنے کے مترادف ہے۔ یکطرفہ پراپیگنڈا ننانوے اشاریہ نو فیصد کفر کا ہے۔ باطل، فسق کی ترجمانی یکطرفہ ہو رہی ہے۔ دوسرا فریق میڈیا کے اعتبار سے نہتا یہ جنگ لڑ رہا ہے۔ عراق، افغانستان اور پاکستان کے محاذوں پر لڑی جانے والی اس جنگ میں منبع معلومات (Source of Information) تمام تر ایک ہی ہاتھ میں ہے۔ الجزیرہ کی نہایت ہی محدود صلاحیت ہر وقت امریکی ہدف بنتی رہتی ہے۔ (اگرچہ اس پر بھی موجودہ اینکر پرسن بی بی سی، سی این این کے فراہم کردہ ہیں!) لے دے کر طالبان نے ایف ایم ریڈیو کو سہارا بنا رکھا تھا جس کا توڑ کرنے اور راستہ بند کرنے کو امریکہ بھی مدد فراہم کر رہا تھا! اس پورے پس منظر میں میڈیا پر مولانا صوفی محمد کا انٹرویو اور ارشادات ہی اہم ثابت ہوئے۔ ذرا اس اجمال کی تفصیل بھی دیکھئے۔ صوفی محمد صاحب سالہا سال جیل میں قید رہے۔ دنیا سے رابطہ منقطع جبکہ اس دوران پلوں کے نیچے سے بے شمار پانی بہہ چکا۔ صوفی صاحب کی پیرانہ سالی بھی ملحوظ خاطر رہے۔ ایسے میں انہیں سوات میں امن لوٹانے کے لئے منتخب کیا گیا کہ سوات اب نہ اگلے بن پڑ رہا تھا، نہ نگلے۔ صوفی صاحب نے اے این پی کے ساتھ صبر و تحمل اور برداشت کے ساتھ معاملات طے کئے۔ اے این پی جن سلگتے حالات میں حکومت کر رہی تھی یہ اس کی بھی مجبوری تھی کہ وہ کچھ نہ کچھ عوام کو کر کے دکھائے۔ امن و امان بحال ہونے اور علاقے کی رونق لوٹ آنے پر امریکہ پر لرزہ طاری ہو گیا۔ اس کا رنگ فق ہو گیا اور وہ غیض و غضب سے لال بھبوکا ہوا پڑا تھا۔ اس کی مدد کو ایم کیو ایم، انگریزی اخبارات اور ٹیلی ویژن نے بھرپور کردار ادا کیا۔ وہ ہاہاکار مچائی کہ پناہ بخدا۔

اس تابوت کا آخری کیل وہ مفصل انٹرویو تھا جو مکاری اور شاطرانہ چالبازی کا شاہکار تھا۔ سادہ لوح، قید و بند کی صعوبتوں کے شکار اور اب بے پناہ دباؤ میں دن رات کام کرنے والے صوفی صاحب کو گھیر گھار کر تابڑ توڑ سوالات کی چاند ماری کا نشانہ بنایا گیا۔ جب وہ ایک سوال کا سادہ، نارمل جواب دیتے (جو ضرورت پوری کرنے والا نہ ہوتا) تو انٹرویو کرنے والا اسی سوال کو دوسرے تیسرے طریقے سے دہراتا، تاآنکہ ایک فتویٰ نما توپ کا گولہ چل جاتا۔ صوفی صاحب نے کشمیر کے حوالے سے ایک اصولی بات کی، لیکن اگلوائی اس انداز سے گئی کہ دکھتی رگ چھڑ

> **ایٹمی پروگرام کا غم کیا کھانا جب ہیلری، رابرٹ اطمینان دلا رہے ہیں کہ بھارت ہمارا دشمن نہیں۔ خطرہ نہیں تو بیچارے طالبان کی خاطر تابکاریوں بھرے بم رکھ کر کیا لینا**

جائے اور آگ لگ جائے تو وہ گئی! کشمیر کی جنگ ٹکڑی زمین کی جنگ ہوگی تو وہ جہاد نہیں ہوگا۔ یہ سادہ سا اصول ہے جو فلسطین، عراق، افغانستان سبھی پر صادر آتا ہے۔ پی ایل او جہاد نہیں کر رہی تھی، حماس جہاد کر رہی ہے۔ جہاں زمین اور نسل کی فوقیت ہوتی ہے اسے کون احمق جہاد کہے گا۔ اسلام رنگ و نسل، زمین سے ماوراء آفاقی حقیقت ہے جو پاکستانی کو کشمیری، فلسطینی اور افغانی سے کلمے کی بنیاد پر جوڑتا ہے۔ یہی کلمہ ہماری شناخت، اس کی سربلندی اور اس کے لئے جینے مرنے کا نام جہاد ہے۔ یہی بات ہے جو صوفی صاحب نے کی لیکن اپنے مخصوص حالات اور دین نابلد عوام کی نفسیات سے بے توجہی برتنے کی بناء پر انہوں نے کھٹا کھٹ جواب دے ڈالے۔ عین یہی مطلوب تھا، لہٰذا جو جنگ محاذوں پر نہ جیتی جا سکی، وہ میڈیا کے محاذ نے امریکہ کی جھولی میں لا ڈالی۔ تمام چینلز (الا ماشاء اللہ) تواتر سے طالبان کے خلاف زہر اگلتے رہے یا کم از کم کنفیوژ کرنے کا فریضہ انجام دیتے رہے۔

اسی دوران کہیں کہیں سچی بات اپنا راستہ بنا لیتی رہی۔ مثلاً سکھوں کے حوالے سے جو مسلسل خبریں دی جا رہی ہیں کہ وہ طالبان کے خوف سے نقل مکانی کر گئے تو جیو چینل پر سکھ سردار صاحب کا انٹرویو سچ بول گیا۔ انہوں نے دو ٹوک کہا کہ میں اس وقت گوردوارے میں کھڑا ہوں (حسن ابدال) جھوٹ تو ویسے بھی نہیں بولنا چاہیے اور یہاں تو جھوٹ بول بھی نہیں سکتا۔ ہم طالبان کے خوف سے وہاں سے نہیں نکلے، ہم تو فوج کشی کی وجہ سے نقل مکانی کر کے آئے ہیں۔ ہمارے ساتھ تو وہاں سلوک اتنا اچھا تھا کہ بل جمع کروانے لمبی لائن میں کھڑے ہوتے تو ہم سے کہا جاتا: سردار صاحب! آپ پہلے جمع کروا دیں۔ انٹرویو کار کی کوشش کے باوجود حق واضح ہو کر رہا۔

سوات میں ایک محدود سی مدت میں نظام عدل و شریعت کے نفاذ نے جو برکت دکھائی تھی اس کا احوال راقمہ کو موصولہ مراسلے سے بھی پتہ چلا۔ عوام نے اس خیر اور راحت کا مزا چکھنا شروع کیا ہی تھا جو غیر سیاسی اور اپنے مفادات سے بالاتر ہو کر شریعت کے نفاذ میں مضمر ہے کہ بساط لپیٹ دی گئی۔ ڈاکٹروں کی شکایت ملی کہ وہ من مانی فیسیں وصول کرتے ہیں۔ مقامی امیر کے حکم کے تحت پورے سوات میں فیس -/400 روپے سے گھٹا کر 150 روپے کر دی گئی۔ گیس جو باجوڑ و دیگر قریبی علاقوں میں 110,100 روپے فی کلو سردیوں میں بکتی رہی، عوام کے مفاد میں امیر کے حکم سے 65 روپے فی کلو بکی جس میں دکاندار 15 روپے فی کلو منافع پھر بھی حاصل کر رہا تھا۔ اسی طرح ایک بیوہ ماں نے شکایت کی کہ بیٹا نافرمان بدزبان ہے۔ اسے امیر نے طلب کیا، تحقیق پر سزا ہوئی (دس کوڑے!) اور وہ درست ہو گیا۔ شکایت ہوئی کہ شادیاں بہت مہنگی اور زر طلب ہو چکی ہیں، حکم ہوا کہ شریعت کے مطابق دلہن دولہا گواہوں کی موجودگی، مہر کے تعین کے ساتھ ایجاب و قبول اور تلاوت قرآن نکاح کے لئے کافی ہے۔ جو کھانا میسر ہو کھلا دیا جائے یہی ولیمہ ہے۔ اس کے بعد مزید اخراجات لایعنی ہیں۔ شعبہ عروسات کا قیام قبل ازیں اخبارات میں آ چکا جو اخلاقی و معاشرتی اصلاحات کا ایک خوبصورت باب تھا جسے توپ کے گولوں اور بمباریوں کی نذر کر دیا گیا۔ کیونکہ ہمیں شرعی شادیاں، فوری شادیاں نہیں بلکہ "بات کرو ساری رات بلا روک ٹوک" اور "سب کہہ دو" اور "جیو جیسے چاہو" والا شتر بے مہار کلچر مطلوب ہے۔ اللہ، رسول، قرآن اپنی جگہ موت فوت پر دیکھا جائے گا۔

اصل اسلام سے تو ہمارے دین سے محبت کے دعویدار بھی (21 ویں صدی والے اسلام کی بناء پر) خائف ہیں اور خوش ہیں کہ بلی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا۔ لہٰذا صوفی محمد صاحب پر برسنے والے تیروں میں اپنوں کے ہاتھ غیروں سے تعداد میں زیادہ ہیں۔ پڑھے لکھے بھی

> **سوات میں ایک محدود سی مدت میں نظام شریعت کے نفاذ نے جو برکت دکھائی تھی عوام نے اس خیر اور راحت کا مزا چکھنا شروع کیا ہی تھا کہ بساط لپیٹ دی گئی**

جہالت کا تراشیدہ یہ تحقیر بھرا طعنہ دینے سے نہیں چوکتے کہ اونٹوں اور گھوڑوں پر سفر کریں، نیزوں، تیروں سے کام لیں۔ لبرل اسلام جس میں بڑھاپے تک بھی موسیقی کانوں میں رس گھولتی رہے، معاشرت، رسم و رواج سبھی جوں کے توں چلتے رہیں اور رندی اور جنت شانہ بشانہ چلیں۔ طالبان واقعی خوفناک، خطرناک ہیں۔ سیدنا عمر فاروقؓ کا دور یاد کر کے مثالیں لانے والے ان کا کوڑا، اسلام کے لئے غیرت کیونکر بھول جاتے ہیں۔ جس سے ملا عمر اور مولوی عمر برداشت نہ ہوں وہ عمر فاروقؓ کیونکر یاد کر سکیں۔ اشداء علی الکفار رحماء بینھم (کفار پر شدید اور باہم رحیم) کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرنے والے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے سیدنا عمرؓ......! آپ کے امریکہ کا کیا بنے گا؟ تصور میں تو لا کر دیکھئے۔ لرزیئے۔ امام مہدی کی آمد کی تیاری کیجئے۔ وہ اسی اسوہ کو زندہ کرنے والے ہوں گے۔ ان سے ٹائی سوٹ کی توقع، مخلوط تعلیمی اداروں، حکومتی ایوانوں، قومی و صوبائی اسمبلی، سینٹ کے امیدوار بننے کی توقع عبث ہے۔ ان کے ہاتھ میں قرآن اور کلاشنکوف ہی ہوگی۔ حق کے اثبات کے لئے وہ ٹی وی ڈیبیٹ میں آ کر مناظرے نہیں کریں گے۔ 21 ویں صدی کے بے معنی سحر سے خود کو نکالئے۔ سوائن فلو کا شاہکار صدی۔ اسوائن فلو صرف ایک بیماری نہیں بلکہ Syndrome ہے جس کی علامات تو اب جانی گئی ہیں تاہم اتحادی آٹھ سال سے اس کا شکار ہیں۔ ہمارے لئے اس بحث میں اتنا ہی کافی ہے کہ ......

زمانہ ایک، حیات ایک، کائنات بھی ایک
دلیل کم نظری قصۂ قدیم و جدید

اللہ ہمیں کم نظری سے محفوظ رکھے، (بدنظری سے بچئے کم نظری بھی جاتی رہے گی) اللہ غائب کو حاضر کر دے اور حاضر کو ذرا اوجھل ہو جانے دے، جلوت میں خلوت عطا کر دے تو یہ امت، یہ قوم اب بھی سنبھل سکتی ہے۔ منظر نامہ اگرچہ ایک مرتبہ پھر وہی ہے۔ لال مسجد کی طرح میڈیا راہ ہموار کر چکا ہے۔ سیاق و سباق سے ہٹے ہوئے چند جملے بار بار دہرا کر ذہن تیار کر دیئے گئے ہیں، خون کی نئی ہولی کھیلی جانے لگی ہے۔ اہل سیاست منہ موڑ کر بیٹھ گئے ہیں کہ "مار چکو تو گنتی بتا دینا" اجڑنے والوں کو تھپکیاں، دلاسے دیئے جا رہے ہیں۔ پاکستان بچانے کے لئے پاکستانیوں کو مارا جا رہا ہے۔ ایک "چین ری ایکشن" لال مسجد پر شروع ہوا تھا۔ اب کیا ہوگا۔ واللہ اعلم؟

(روزنامہ نوائے وقت)

میں تنظیم میں کیسے شامل ہوا؟

محمد سعید، امیر تنظیم اسلامی پشاور غربی

بنیادی طور پر میرا تعلق ایک دینی گھرانے سے ہے۔ میرے دادا اپنے وقت کی دینی شخصیت جانے جاتے تھے۔ میرے ایک چچا دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل تھے۔

یہ جنوری 1972ء کی بات ہے۔ میں پرائمری اسکول میں زیر تعلیم تھا۔ میرے والد محترم معاش کے سلسلے میں کراچی میں مقیم تھے۔ وہ مجھے بھی کراچی لے گئے۔ ملک دولخت ہو چکا تھا، اور بھٹو مرحوم موجودہ پاکستان کے صدر بن چکے تھے۔ میرے والد صاحب جمعیت علماء اسلام کے سرگرم رکن تھے۔ وہ ایک دیوبندی عالم دین شیخ القرآن مولانا نورالہدیٰ کے دروس قرآن میں باقاعدگی سے شرکت کرتے تھے۔ میں بھی اکثر و بیشتر اُن کے ساتھ ان دروس میں حاضر ہوتا تھا۔ مولانا نورالہدیٰ جید عالم دین اور پکے موحد تھے۔ شرک و بدعات کی مذمت اور ان پر تنقید اُن کے دروس کا خاص موضوع ہوتا تھا۔ وہ جمعیت علماء اسلام کے سرکردہ رہنما بھی تھے۔ بریلوی مکتبۂ فکر کے علماء اور مولانا مودودی پر بھی وہ برملا تنقید کیا کرتے تھے۔ میں نے اِس مخصوص ماحول میں شعور کی آنکھ کھولی۔ چنانچہ اسی کے رنگ میں رنگا گیا۔ یہ سلسلہ 1980ء تک جاری رہا۔

80ء کی دہائی کی ابتداء میں ٹی وی پروگرام "الہدیٰ" کے ذریعے محترم ڈاکٹر اسرار احمد کے دروس سننے اور دیکھنے کا موقع ملا۔ میں ادب سے دلچسپی کی بنا پر ڈاکٹر صاحب کے ربط کلام اور موقع و محل کے مطابق قرآنی آیات کے حوالوں سے محظوظ ہوتا تھا، تاہم اِن دروس میں قرآنی پیغام کے عملی تقاضوں کی طرف میری کوئی خاص توجہ نہیں ہو پاتی تھی۔

1983ء میں، میں پشاور منتقل ہوا۔ ضیاء الحق کے مارشل لاء کا دور جاری تھا۔ 1988ء میں جب ایک فضائی حادثے میں ضیاء الحق کے وفات پا جانے کے بعد ملک میں ایک بار پھر جمہوری نظام کا آغاز ہوا اور سیاسی سرگرمیاں شروع ہوئیں تو سیاستدانوں کی قلابازیوں نے مجھے بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا، بالخصوص مجھے اپنی جماعت کے طرز سیاست سے اختلاف ہوا اور میں اس نتیجے پر پہنچا کہ اب مجھے کسی اور دینی جماعت کو "جوائن" کرنا چاہیے۔ لہٰذا اس سلسلے میں شعوری تلاش شروع ہوئی۔

1992ء میں میں انجمن خدام القرآن سرحد کی لائبریری کا ممبر بنا۔ انجمن کے ذریعے تنظیم اسلامی کا تعارف حاصل ہوا۔ اسی عرصے میں تحریک خلافت کے سلسلے میں پشاور میں ڈاکٹر صاحب کے ہونے والے خطابات میں شرکت کے مواقع ملے۔ ڈاکٹر صاحب کے پشاور کے دوروں میں اُن کے پروگراموں میں باقاعدہ شرکت کرتا تھا۔ اب میں جمعیت علماء اسلام سے فکری و عملی لاتعلقی اختیار کر چکا تھا۔ فرائض دینی کی فکر تا حال لاحق نہیں ہوئی تھی۔ البتہ بانی تنظیم اسلامی کے خطابات سے کچھ اثرات مرتب ہونا شروع ہو گئے تھے اور چنانچہ اگلے چند سالوں میں قرآنی پیغام کے عملی پہلوؤں کی طرف سفر کا آغاز ہو گیا۔ 90ء کی دہائی وطن عزیز میں سیاسی کشمکش کی نذر ہوئی اور یوں لوگ بھی فکری عدم استحکام کا شکار ہوئے۔

یہ غالباً 99-1998ء کی بات ہے، جب ایک دن بانی تنظیم اسلامی کی کسی آڈیو تقریر میں غلبۂ دین کی جدوجہد کی پُرزور تاکید نے دل کا دروازہ کھولا اور میں نے عزم کیا کہ تنظیم اسلامی میں شمولیت اختیار کی جائے۔ دل کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے میں نے تنظیم کی رفاقت اختیار کر لی۔ اس کے بعد جلد ہی ڈاکٹر صاحب کے تفصیلی منتخب نصاب کا تعارف حاصل ہوا اور منتخب نصاب کے دروس کا پورا سیٹ حاصل کیا، جسے سننے کے بعد فرائض دینی کے جامع تصور کے تعلق سے ذہن پوری طرح واضح ہو گیا۔

جب سے میں نے بیعت کی ہے اب تک مجھے تنظیم کی دعوت پر پورا انشراح ہے۔ میں سمجھتا ہوں تنظیم کی صورت میں اللہ نے مجھے اپنی دینی ذمہ داریاں کو پوری کرنے کا بہترین پلیٹ فارم عطا کیا ہے جس پر میں اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر کروں کم ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔ میں ڈاکٹر صاحب کو اپنا محسن سمجھتا ہوں اور اُن کے لئے میرے دل سے دعا نکلتی ہے۔ میں پوری تنظیم کی قیادت کے خلوص و اخلاص پر فخر کرتا ہوں۔ دعا ہے مجھے راہ حق میں استقامت نصیب ہو اور میری متاع عزیز تنظیم اسلامی چھتری کی میرے سر پر سایہ فگن رہے۔ آمین۔

سوات میں جاری فوجی آپریشن کے حوالے سے

بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کی پریس کانفرنس

14 مئی 2009ء، پریس کلب لاہور

پاکستان کی پونے باسٹھ سالہ زندگی کے دوران بہت سے بڑے بڑے بحران آئے۔ چنانچہ 71ء میں آرمی ایکشن کے نتیجے میں پاکستان دولخت ہوا۔ پھر بچے کھچے پاکستان میں متعدد مواقع پر کراچی میں لسانی فسادات کی شکل میں خون کی ہولی کھیلی گئی —— 73ء کے آرمی ایکشن کے بعد سے بلوچستان میں علیحدگی پسندی کی تحریک سلگتی ہوئی آگ کی طرح جلتی رہی‘ 83ء میں ایم آر ڈی کی تحریک کے ضمن میں سندھی قوم پرستی کا لاوا پھوٹ پڑا تھا —— لیکن اس وقت پاکستان جس بحرانِ عظیم سے دوچار ہے اس پر تو جسٹس کیانی مرحوم کا وہ فقرہ صدفی صد منطبق ہوتا ہے جو انہوں نے ایوبی مارشل لاء پر طنز کرتے ہوئے کہا تھا یعنی: ”اگرچہ بدقسمتی کبھی بھی تنہا نہیں آتی‘ لیکن اس بار تو وہ بٹالینوں کی صورت میں آئی ہے!“ —— چنانچہ عروس البلاد کراچی بالکل ایسے شخص کے مانند نظر آ رہا ہے جو آتش فشاں کے دہانے پر بیٹھا ہو‘ —— بلوچستان کی سلگتی آگ اب دہکتا ہوا الاؤ بن چکا ہے‘ یہاں تک کہ صوبے میں وفاق کے نمائندے یعنی گورنر نے چند دن پہلے ببانگ دہل کہا کہ ”اسلام آباد میں تو کوئی میری بات سنتا ہی نہیں۔ اِدھر واقعہ یہ ہے کہ بلوچستان ہاتھ سے جا رہا ہے“ —— اور ان سب پر مستزاد اور سب سے بڑھ کر مالاکنڈ ڈویژن کا معاملہ ہے جہاں ایک طرف آگ اور آہن کی بارش کے نتیجے میں انسانوں کے خون کی ندیاں بہہ رہی ہیں اور دوسری طرف دس لاکھ سے زائد انسان بے گھر ہو کر پاکستان کے دوسرے حصوں میں کسی قریب یا دور کے عزیز کے یہاں قیام پذیر ہو گئے ہیں‘ یا لاکھوں کی تعداد میں ایسے کیمپوں میں رہائش پر مجبور ہیں جہاں بھوک اور پیاس پر مستزاد شدید گرمی کے عذاب میں مبتلا ہیں‘ اور رہائشی سہولیات (لیٹرین وغیرہ) کا تو سرے سے فقدان ہے —— اور عالمی ادارے کہہ رہے ہیں کہ یہ صورتِ حال کسی بڑے انسانی المیے پر منتج ہو سکتی ہے! —— اس سب کا حاصل یہ ہے کہ پاکستان اس وقت موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا ہے۔ چنانچہ حال ہی میں ایک امریکی جنرل نے یہ کہہ دیا ہے کہ پاکستان کی تباہی کا ہمیں شدید خدشہ ہے اور اس ضمن میں آئندہ دو تین ہفتے نہایت اہم ہیں۔

مالاکنڈ ڈویژن میں جس مسلح بغاوت کے ردّعمل میں 26۔اپریل 2009ء سے فیصلہ کن اور بھرپور فوجی ایکشن شروع کیا گیا ہے‘ اس میں شامل لوگ دو قسم کے ہیں: (i) ایک تحریک نفاذِ شریعت محمدی ﷺ جس کے مسلمہ قائد اور امیر مولانا صوفی محمد ہیں —— اور (ii) دوسرے چار مختلف النوع لوگ جن کو غلط طور پر ایک نام یعنی ”طالبان“ دے دیا گیا ہے جن کا ذکر بعد میں آئے گا۔

تحریک نفاذ شریعت محمدیؐ بیس سال پرانی ہے۔ اس لیے کہ اس کا آغاز 1989ء میں ہوا تھا۔ اس میں مالاکنڈ ڈویژن کے تمام ضلعوں کے صدفی صد نہیں تو کم از کم اسّی نوّے فیصد لوگ یا عملاً شامل ہیں یا اتفاق اور ہمدردی کا رشتہ رکھتے ہیں۔ ان کا ایک نکاتی مطالبہ یہ تھا کہ ہمیں وہ نظامِ عدل دوبارہ دے دیا جائے جو 1969ء سے قبل رائج تھا‘ اور جس میں علمائے دین قاضیوں کی صورت میں نزاعات و مقدمات کے فیصلے شریعت اسلامی کے مطابق کرتے تھے‘ چنانچہ انصاف بہت جلد اور بسہولت حاصل ہو جاتا تھا۔ اس تحریک کے ضمن میں دو بار زبردست عوامی احتجاجی اور مطالباتی مہم بھی مولانا صوفی محمد صاحب

کی زیرسرکردگی چلی ——— یعنی پہلے 1994ء میں اور پھر 99-1998ء میں ——— پہلی تحریک کے دوران بھی سوات وغیرہ میں کچھ لوگوں نے بعض سرکاری عمارات وغیرہ پر قبضہ بھی کر لیا تھا ——— اور دوسری بار تو بات مسلح تصادم کے بہت نزدیک پہنچ گئی تھی۔ لیکن دونوں مواقع پر حکومت نے مولانا صوفی محمد صاحب کے ساتھ مذاکرات کے نتیجے میں شرعی نظامِ عدل کے قیام کا وعدہ کیا لیکن پھر عملاً معاہدے سے منحرف ہو گئی۔ اور پھر اواخر 2001ء میں مولانا صوفی محمد صاحب کو قید کر دیا گیا۔ جہاں وہ آٹھ سال تک نظر بند رہے ——— ان کی اس طویل غیر حاضری کے دوران تحریک کے بعض نسبتاً جوان اور جوشیلے لوگوں نے مولانا صوفی محمد صاحب کے داماد مولوی فضل اللہ کی سرکردگی میں حکام کی بار بار کی بدعہدیوں سے مایوس ہو کر ’’تنگ آمد بجنگ آمد‘‘ کے مصداق ہتھیار اٹھا لیے، اور مسلح بغاوت کا آغاز ہو گیا۔

اس مرحلے پر چار مختلف النوع عناصر بھی اس بغاوت میں شامل ہو گئے یعنی: (i) غیر ملکی یعنی عرب، چیچن اور ازبک وغیرہ، یہ لوگ جہادِ افغانستان میں حصہ لینے کے لیے افغانستان آئے تھے لیکن جب امریکہ نے تاریخ کی عظیم ترین کولیشن کی مدد سے طالبان کی حکومت کو ختم کر دیا تو وہ پاکستان کے قبائلی علاقوں میں پناہ گزین ہو گئے اور وہاں شادیاں کر کے گویا اس معاشرے کا جزو بن گئے ——— لیکن ان کی ہمیشہ یہ کوشش رہی کہ افغانستان میں جب طالبان نے امریکی قبضے کے خلاف گوریلا جنگ شروع کی تو ان کی مدد کی جائے ——— اور اب انہیں نظر آیا کہ وہی معاملہ مالاکنڈ میں ہو رہا ہے تو وہ اس میں شریک ہو گئے۔ (ii) صوبہ سرحد کے بھی وہ مقامی مذہبی اور دینی مزاج کے لوگ جو افغان طالبان کی مدد بھی کرنا چاہتے تھے، اور پاکستان میں بھی شریعت کے نفاذ کے خواہاں تھے ——— چنانچہ صرف یہ ہیں وہ لوگ جنہیں ’’پاکستانی طالبان‘‘ کا نام دیا جا سکتا ہے ——— (iii) بھارت کی ’’را‘‘ افغانستان کی ’’خاد‘‘ سابق شمالی اتحاد کے باقیات السیئات، اور امریکہ اور نیٹو کی خفیہ ایجنسیوں کے کارندے جو پاکستان کو غیر مستحکم کر کے دراندازی کا بہانہ فراہم کرنا چاہتے ہیں، تا کہ پاکستان کے ایٹمی دانت توڑ کر اسے بھارت کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے کہ چاہے تو سالم پاکستان کو اپنی تابع مہمل ریاست کی حیثیت سے باقی رکھے اور چاہے تو اس کے حصے بخرے کر دے، اور (iv) کچھ جرائم پیشہ لوگ جنہوں نے مسلح بغاوت کی اس بہتی گنگا میں خوب ہاتھ دھوئے اور اسے لوٹ مار اور اغوا برائے تاوان وغیرہ کی صورت میں دولت کمانے کا ذریعہ بنا لیا۔ اور یہ بات واضح ہے کہ اس مسلح بغاوت کے دوران گھناؤنے اور وحشیانہ کام ان مؤخر الذکر دونوں قسم کے لوگوں نے کیے ہیں ——— مقدم الذکر دونوں گروہوں نے نہیں۔

اس مسلح بغاوت کے نتیجے میں جب سول انتظامیہ اور پولیس اور F.C وغیرہ فیل ہو گئیں اور پاکستانی فوج کا بھی محتاط آپریشن نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوا تو صوبہ سرحد کی ANP کی حکومت نے صوفی محمد صاحب کو جیل سے رہا کر کے ان سے مذاکرات کیے جس کے نتیجے میں از سرِ نو اسلامی نظامِ عدل کے قیام کا معاہدہ ہوا۔ اور اس کے نتیجے میں فی الفور امن قائم ہو گیا اور پورے پاکستان میں بھی مسرّت کی لہر دوڑ گئی۔ اور خاص طور پر پورے مالاکنڈ میں تو والہانہ خوشی کے شادیانے بجائے گئے ——— اور پوری زندگی معمول پر آ گئی۔ لیکن دوسری طرف امریکہ اور اُس کے حواریوں کے گھروں میں صف ماتم بچھ گئی اس لیے کہ ان کے دلوں پر یہ خوف سوار ہے کہ بقول اقبال ؂ ’’ہو نہ جائے آشکارا شرعِ پیغمبرؐ کہیں!‘‘ اور ان کی ہم نوائی میں پاکستان کے سیکولر مزاج اور آزاد خیال دانشوروں اور ایک سیاسی جماعت یعنی ایم کیو ایم نے بھی سوگ منایا۔

ادھر ایک طرف حکومت سرحد اور مولانا صوفی محمد صاحب کے مابین مذاکرات ہوتے رہے تا کہ معاہدۂ امن کی تفاصیل طے کی جائیں ——— اور اس سلسلے میں دو اختلافات سامنے آئے: ایک ’’طالبان‘‘ کا یہ موقف کہ ہم عسکریت کو تو فوری طور پر ختم کر دیتے ہیں لیکن بار بار کے تجربے کے باعث ہم ہتھیار اسی وقت رکھیں گے جب نظامِ عدل بالفعل قائم ہو جائے گا ——— اور گزشتہ تجربات کی بنا پر ان کے اس موقف کو ہرگز غیر معقول نہیں قرار دیا جا سکتا ——— اور دوسری طرف مولوی صوفی محمد کا موقف بالکل بجا طور پر یہ تھا کہ عام قاضی کورٹس کے فیصلوں کے خلاف اپیل دار القضاء عالیہ اور دار القضاء عظمیٰ دونوں مالاکنڈ ہی میں ہوں گے اور ان میں علماء کرام ہی جج ہوں گے ——— نہ کہ مغربی تعلیم یافتہ سکالر یا بیوروکریٹ، جبکہ صوبائی حکومت کے ذمہ دار لوگ اس مطالبے کو تسلیم کرنے میں لیت ولعل سے کام لے رہے تھے ——— دوسری طرف معاہدۂ امن کی توثیق میں صدر پاکستان زرداری صاحب نے تاخیر و تعویق میں دو ماہ گزار دیے ——— نتیجتاً ’’طالبان‘‘ کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور وہ 12-اپریل کو سوات سے پیش قدمی کرتے ہوئے بونیر میں داخل ہو گئے ——— اس پر صوبائی حکومت کے ہاتھ پاؤں پھول گئے اور اس نے مرکزی حکومت کو دھمکی دے دی کہ اگر اس معاہدے پر فوراً صدر صاحب کے دستخط نہ ہوئے تو ہم حکومت سے علیحدہ ہو جائیں گے۔ اس کے نتیجے میں بجلی کی سی سرعت کے ساتھ ایک ہی دن میں پارلیمنٹ نے بھی معاہدے کی توثیق کر دی

اور صدر صاحب نے بھی ——! چنانچہ مولوی صوفی محمد صاحب کے کہنے پر طالبان کی اکثریت 24-23/اپریل کو بونیر سے واپس چلی گئی۔ البتہ بہت تھوڑی تعداد میں طالبان بونیر میں مقیم رہے!

اس کے فوراً بعد یعنی 26-اپریل کو بھرپور آرمی ایکشن لوئر دیر میں شروع کر دیا گیا۔ پھر 28-اپریل کو بونیر میں اقدام ہوا —— اور بالآخر 6-5 مئی کو سوات میں پوری قوت کے ساتھ آرمی ایکشن کا آغاز ہو گیا۔

اس معاملے میں قابل غور مسئلہ یہ ہے کہ معاہدۂ امن کے خاتمے کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے۔ اگرچہ صوبائی حکومت' مرکزی حکومت اور میڈیا کی فوج ظفر موج نے زبردست پروپیگنڈا کے ذریعے پورا ملبہ مولانا صوفی محمد اور طالبان پر ڈال دیا ہے۔ حالانکہ جو تفصیل اوپر عرض کی گئی ہے اس کی رو سے اصل ذمہ داری حکومت کی ہے کہ اس نے مولانا صوفی محمد کے معقول اور منطقی مطالبے کو ماننے سے انکار کیا —— اور کچھ بیوروکریٹس کو مسند قضا پر فائز کر دیا —— ورنہ صوفی محمد صاحب نے تو ایک بڑے جلوس کے ساتھ پورے مالاکنڈ کا دورہ کرنے کے بعد مینگورہ میں لاکھوں افراد کے جلسے سے خطاب کر کے امن کو قائم رکھنے کی اپیل کی تھی —— اور صاف کہا تھا کہ نظامِ عدل کے قیام کے بعد مالاکنڈ میں حکومت کی رٹ سرکاری محکموں اور پولیس کے ذریعے ہی نافذ کی جائے گی اور ہم ان کے معاون بنیں گے —— یہاں تک کہ جوشیلے اور جنگجو مولوی فضل اللہ نے تو یہ بھی کہہ دیا تھا کہ شرعی نظامِ عدل کے قیام کے بعد حکومت کی رٹ قائم کرنے کے لیے ہم حکومت کے "بلاتنخواہ ملازم" بن جائیں گے ——!

اس مسئلے میں صاف نظر آتا ہے کہ اصل معاملہ روئے ارضی کے "شیطانِ بزرگ" امریکہ کی ناخوشی اور ناراضگی کا تھا جس کی غلامی کا پٹہ ویسے تو ہماری گردن میں بالکل آغاز ہی سے ہے لیکن 9/11 کے بعد صدر مشرف تو اس کے سامنے باقاعدہ سجدہ ریز ہو گیا تھا۔ اور اب صدر زرداری جو امریکہ ہی سے N.O.C اور N.R.O حاصل کر کے آئے تھے مشرف کی جانشینی کا حق بتمام و کمال ادا کر رہے ہیں!

یہ بات بھی غور طلب ہے کہ جب 24-23/اپریل کو طالبان نے بونیر تقریباً خالی کر دیا تھا تو ایک دم مذاکرات کا سلسلہ ختم کر کے فوری طور پر یعنی اس کے دو ہی دن بعد آرمی ایکشن میں اس قدر عجلت سے کیوں کام لیا گیا۔ اس کے جواب میں ایک جانب سول سپریم پاور آن ارتھ کے صدر اوباما کا بیان بہت معنی خیز ہے جس میں اس نے ایک طرف پاکستان کی سول حکومت کو کمزوری کا طعنہ دے کر provoke کیا اور دوسری طرف پاکستان کی فوجی قیادت کی تعریف کی کہ اب اس پر یہ حقیقت منکشف ہو گئی ہے کہ ہمارا یہ ساٹھ سالہ خیال کہ ہمارا اصل دشمن بھارت ہے بالکل غلط اور نرا وہم تھا اور اب ہم نے جان لیا ہے کہ ہمارا اصل دشمن تو ہمارے ملک کے اندر ہے —— اور اس طرح پاکستان کی سول حکومت اور فوج کے مابین خلیج پیدا کرنے کی کوشش کی تھی' جس سے سیاسی حکومت سراسیمہ اور بدحواس ہو گئی —— اور دوسری جانب صدر پاکستان چند ہی دنوں بعد فرعونِ وقت کے دربار میں حاضری دینے جا رہے تھے۔ تو اوباما کے اس تبصرے کے پیشِ نظر کیا منہ لے کر ان سے ملتے؟ —— انہیں ضرورت تھی کہ جس طرح اسلام آباد کی لال مسجد کے خونچکاں اقدام پرویز مشرف کو امریکہ' برطانیہ' نیٹو' یورپی یونین' روس اور چین سب کی جانب سے شاباش ملی تھی اسی طرح اب مالاکنڈ میں آگ اور آہن کی بارش کر کے مغربی آقاؤں کی خوشنودی حاصل کی جائے —— تاکہ وہاں منہ دکھانے کے قابل ہو جائیں!

اس معاملے میں جس طرح سابق صدر مشرف ایک ہی دھمکی میں بتاشے کی طرح بیٹھ گئے تھے —— بلکہ صحیح تر الفاظ میں امریکہ کے سامنے سربسجود ہو گئے تھے' اسی طرح ان کے معنوی جانشین نے امریکہ اور بھارت کے دونوں مطالبات تسلیم کر کے یعنی (i) ایک یہ کہ بھارت کو افغانستان کے ساتھ ٹرانزٹ ٹریڈ کی سہولت دے دی جائے گی اور دوسرے (ii) پاکستانی افواج کا کچھ حصہ بھارت کے بارڈر سے ہٹا کر شمال مغربی سرحد پر لگا دیا جائے گا —— گویا بھارت کے سامنے "رکوع" تو کر ہی لیا ہے —— اب سجدۂ تعظیمی بھی زیادہ دور نظر نہیں آتا۔

ان حالات میں ہمارے مطالبات یہ ہیں:—

1- مالاکنڈ میں فوجی آپریشن فوراً بند کیا جائے —— اور شرعی نظامِ عدل کو معاہدے کی روح کے مطابق بتمام و کمال نافذ کیا جائے اور اس اعتبار سے مالاکنڈ ڈویژن کو ضلع کوہستان سمیت اسی طرح کا سپیشل اسٹیٹس دے کر جیسا کہ بھارت نے کشمیر کو دے رکھا ہے —— وہاں کے نظامِ عدل کو بقیہ پاکستان سے بالکل آزاد اور autonomous کر دیا جائے —— واضح رہے کہ صوفی محمد اب بھی کہہ رہے ہیں کہ اگر شرعی نظامِ عدل مکمل طور پر نافذ کر دیا جائے تو میں از سر نو امن کے قیام کی کوشش کر سکتا ہوں۔

2- امریکہ اور اس کے حواریوں کی غلامی سے نجات حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کی جانب رجوع کیا جائے۔ اس وقت زمین پر سب سے بڑی طاقت خواہ

امریکہ ہی ہوا اگرچہ سب جانتے ہیں کہ اس کے زوال کا آغاز ہو چکا ہے' لیکن کائنات کی عظیم ترین طاقت تو اللہ تعالیٰ کی ہے جس نے صاف کہا ہے کہ: ''(اے مسلمانو!) اگر تم اللہ کی مدد کرو گے (یعنی اس کے دین اور شریعت کو قائم کرو گے) تو تم پر کوئی غالب نہیں آ سکے گا' اور اگر اللہ ہی تمہارا ساتھ چھوڑ دے تو پھر کون ہے جو تمہاری مدد کر سکے؟'' (سورۂ آل عمران: آیت 160)

——اس سلسلے میں بڑی طاقتوں کی مخالفت' قسم قسم کے sanctions سے ہرگز ڈرنا نہیں چاہیے۔ ان شاء اللہ اگر ہمارا ایک قدم بھی اس کی جانب اُٹھ گیا' جس کا موقع اس وقت ہمیں مالاکنڈ ڈویژن میں حاصل ہو گیا ہے' تو اللہ کی مدد لازماً شامل حال ہو گی اور کیا عجب کہ پاکستان کے مایوس اور دل شکستہ عوام میں ایک نئی اُمنگ پیدا ہو جائے اور پوری قوم 47-1946ء کے سے عزم اور ولولے کے ساتھ اٹھ کھڑی ہو۔ اور مالاکنڈ (جو قدیم ملک خراسان کا حصہ تھا) ——سے اس نورِ خداوندی کا ظہور شروع ہو جائے جو پہلے پورے صوبہ سرحد' پھر پورے پاکستان اور بالآخر پورے کرۂ ارضی کو منور کر دے ——بقول اقبال۔

شب گریزاں ہو گی آخر جلوۂ خورشید سے
یہ چمن معمور ہو گا نغمۂ توحید سے

اور اگر اس کے برعکس ہم نے یہ آرمی ایکشن پورے زور و شور سے جاری رکھا اور کوئی پروا نہ کی کہ عسکریت پسندوں کے ساتھ عام شہریوں کا خون کس مقدار میں بہہ رہا ہے تو اس صورت میں بالآخر حسب ذیل میں سے کوئی نتیجہ برآمد ہو سکتا ہے:

1- ایک بار پورے مالاکنڈ ڈویژن سے عسکریت پسندوں باغیوں کا کامل صفایا کر دیا جائے لیکن اس صورت میں تھوڑے سے وقفے کے بعد ہی طالبانِ افغانستان کے مانند یہاں بھی گوریلا جدوجہد شروع ہو جائے گی' اور اس سے عہدہ برآ ہونے کے لیے ہمیں فوج کی بڑی تعداد وہاں طویل عرصے تک رکھنی ہو گی ——اور اس طرح ہماری حالت وہی ہو جائے گی جو امریکہ کی عراق اور اس سے بڑھ کر افغانستان میں ہے کہ ''نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن!''

2- اور اس کے لیے ہمیں جو اخراجات برداشت کرنے ہوں گے ان کے لیے ہمیں مستقل طور پر امریکہ کے در کا سوالی بھی بنے رہنا ہو گا ——اور بین الاقوامی مالیاتی اداروں کی وساطت سے امریکہ کے مطالبات ہر دم تسلیم کرنے ہوں گے ——اور اس کی ڈکٹیشن قبول کرنی ہو گی۔

3- اور اگر ہماری فوج امریکہ کے لیے اطمینان بخش حد تک کامیاب نہ ہو سکی۔ جس کے امکان کو ہرگز رد نہیں کیا جا سکتا' اس لیے کہ یہ بات پورے یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ پاکستانی فوج کے جوانوں اور افسروں کی معتدبہ تعداد بھی اس جنگ میں بوجھل دل اور زخمی ضمیر کے ساتھ محض اعلیٰ قیادت کی فرمانبرداری میں مصروف پیکار ہے ——تو لازماً مشرق سے بھارت اور مغرب سے نیٹو کی افواج پاکستان میں داخل ہوں گی اور کم از کم اس کے ایٹمی دانت تو توڑ ہی دیں گی ——ورنہ ہمارے ایٹمی اثاثوں کو اپنے قبضے میں لے لیں گی! اور اس صورت میں بھی پاکستان کا عملی نہیں تو معنوی خاتمہ ہو جائے گا۔

4- اور آخری لیکن فیصلہ کن بات یہ کہ ہماری تاریخ اس امر پر گواہ ہے کہ آرمی ایکشن کے نتائج کبھی اچھے نہیں نکلے ——مشرقی پاکستان بھی آرمی ایکشن ہی کے نتیجے میں علیحدہ ہوا تھا' اور بلوچستان میں بھی بار بار کے فوجی اقدامات سے ہمیشہ منفی نتائج ہی برآمد ہوتے رہے ——اسی پر قیاس کرتے ہوئے حقیقی خطرہ موجود ہے کہ موجودہ آپریشن کا ردِعمل بھی پاکستان کے مذہبی مزاج کے حامل لوگوں کی اکثریت میں منفی صورت میں پیدا ہو' ——اور اس صورت میں بھی پاکستان کا وجود خطرے میں پڑ سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس اہم مرحلے پر صحیح فیصلہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے' آمین!!

بانیٔ تنظیم اسلامی کی اِس پریس کانفرنس میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید، ناظم اعلیٰ اظہر بختیار خلجی، نائب ناظم اعلیٰ بریگیڈیئر (ر) ڈاکٹر غلام مرتضیٰ، ناظم نشر و اشاعت ایوب بیگ مرزا اور امیر حلقہ لاہور محمد جہانگیر بھی موجود تھے۔

بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد پریس کانفرنس سے خطاب کر رہے ہیں۔ ان کے دائیں جانب امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید اور بائیں جانب ناظم نشر و اشاعت ایوب بیگ مرزا موجود ہیں

المیہ

ڈاکٹر شاہد مسعود

ڈری سہمی سیاسی قیادت، جو صوبہ سرحد پختونخواہ سے مفرور تھی، اُس نے ضعیف اور لاغر صوفی محمد صاحب کو جیل سے رہائی اس شرط پر دلوائی کہ وہ مُنہ پر نقاب ڈالے، سرِ عام لوگوں کو ذبح کرتے اور خودکش حملوں پر اُکساتی ایک "پُر اسرار مخلوق" سے اُن کی جان بخشی کروائیں گے۔ منت سماجت کر کے صوفی محمد سے معاہدۂ عدل دستخط کروایا گیا، پارلیمنٹ سے اِس طرح اُس کی منظوری لی گئی کہ پیپلز پارٹی کے تمام اراکین نے اُس کی حمایت میں ووٹ ڈالا اور ایم کیو ایم نے بھی اُس کی مخالفت میں حق رائے دہی استعمال کرنے سے گریز کرتے ہوئے، صرف بائیکاٹ پر اکتفا کیا! حکومت کی طرف سے دھواں دھار تقاریر میں صبح و شام یہ دلائل پیش کیے گئے کہ "سوات کے لوگ خود اس معاہدے کا نفاذ چاہتے ہیں"، "یہ تو کئی برس پہلے بھی وہاں نافذ تھا"، "یہ جلد انصاف مہیا کرے گا" وغیرہ وغیرہ۔ پھر یہ خبریں آنے لگیں کہ اب وہاں اسکول بازار کھل گئے ہیں، سیاست دان جلاوطنی ختم کر کے واپس اپنے گھروں کو لوٹ رہے ہیں! اور پھر پارلیمنٹ کی بالادستی کا اعلان کرتے زرداری صاحب نے معاہدے کے مسودے پر دستخط کر دیئے اور خراماں خراماں "دربارِ عالم پناہ" میں حاضری کی تیاریاں شروع کر دیں۔

"معاہدہ عدل" صوفی محمد کی فرمائش پر نہیں ہوا کہ وہ تو جیل میں تھے، حکومت کے اصرار پر ہوا۔ اُن کے ہمارے ہاں موجود جمہوریت کے بارے میں اندازِ فکر سے حکومت واقف تھی۔ وہ تو برسہا برس سے یہی گفتگو کرتے جماعت اسلامی سے الگ ہوئے تھے کہ انتخابی سیاست اور موجودہ پارلیمانی نظام، شریعت سے مطابقت نہیں رکھتا! ڈاکٹر اسرار احمد بھی اسی پارلیمانی نظام سے اختلاف رکھتے "خلافت" کو بہترین طرزِ حکمرانی سمجھتے ہیں۔ کئی دیگر علماء بھی ایک شوریٰ کے قیام کو ایک اسلامی ریاست کے قیام کے لئے لازم تصور کرتے ہیں۔ بیشتر عرب ممالک میں آج سرے سے کسی بھی صورت جمہوریت وجود ہی نہیں رکھتی کہ وہاں ملوکیت کو اسلام کا لبادہ پہنا دیا گیا ہے۔ باپ کے بعد بیٹا یا بھائی اور پھر پوتا یا بھتیجا!! شاہی خاندانوں کے اندر طاقت کے مختلف مراکز ہیں اور اُنہی کے پیمانے پر اقتدار کی تقسیم کا تعین ہوتا ہے۔ ایران ایک مکمل جداگانہ نظام رکھتا ہے جہاں ایک جمہوری عمل، مضبوط مذہبی اداروں کے ساتھ موجود ہے۔ اِن سب ممالک میں اگر آپ ہمارے ہاں موجود پارلیمانی نظام کا نعرہ بلند کریں گے تو آپ کو صوفی محمد سے ملتے جلتے جواب کا ہی سامنا کرنا پڑے گا۔

برطانیہ میں آج بھی مضبوط جمہوری اداروں کے باوجود ملکہ معظمہ مکمل شان و شوکت کے ساتھ تخت پر براجمان ہیں۔ کئی جدید ترقی یافتہ یورپی ممالک اپنے ہاں علامتی بادشاہتیں رکھتے ہیں اور اگر آپ وہاں امریکی طرز پر ایک "صدارتی نظام" کو بہترین قرار دیں تو آپ کو شدید تنقید کا سامنا کرنا پڑے گا کہ وہاں کے عوام جمہوری اقدار کے ساتھ اپنی روایات کسی طور ختم کرنے کو تیار نہیں! خود امریکہ کی مختلف ریاستوں میں الگ قوانین ہیں اور اس قدر اختلاف کہ ہم جنس پرستی سے لے کر سزائے موت تک دنیا کی مہذب ترین کہلاتی قوم متفق نہیں ہو سکی! تو کیا علمی و فکری اختلاف کو "بغاوت" کا نام دے دیا جائے؟ "کفر کا نظام" اور "کافر ہونے کے فتویٰ" میں کوئی تمیز ممکن نہیں؟ کیا صوفی محمد نے علم بغاوت بلند کرتے جہاد اور قتال کا حکم دے دیا تھا؟ کیا وہ انسانوں کو بے دردی سے ذبح کرتے نقاب پوشوں کے ساتھ مل گئے تھے؟ جہاد کشمیر سے متعلق جمعیت علمائے ہند اور اُن کے ساتھ الحاق رکھتی مکتبہ دیوبند سے وابستہ جمعیت علمائے اسلام کا موقف کیا مولانا صوفی محمد صاحب سے مختلف ہے؟ کیا پردے اور داڑھی سے متعلق آج بھی تمام عالم اسلام میں اختلاف موجود نہیں؟ صوفی محمد نے اپنے خیالات بیان کر کے کون سی قیامت ڈھا دی تھی؟ یہ تو اُن کا برسہا برس سے اپنایا گیا وہ موقف ہے، جس سے سب واقف ہیں! یہ سب جانتے ہوئے اُن سے معاہدہ کیا گیا۔ اور پھر کئی برس سے سوات میں موجود صوفی محمد نے کب ماضی میں وہاں لڑکیوں کے سکول تباہ کیے؟ کب وہاں سکیورٹی اہلکاروں پر حملے کیے اور کب وہاں پاکستانی فلموں کی عکس بندی تک کو بزورِ قوت روکنے کی کوشش کی؟ اُن سے فکری اختلاف کا حق سب علمائے دین کو ہے لیکن یہ کیا کہ پہلے آپ خود انہیں جیل سے نکال کر اُن سے معاہدہ کریں، اُس کے حق میں ہزار دلیلیں اور تاویلیں پیش کریں اور پھر اُسے پارلیمنٹ سے منظور، زرداری صاحب سے دستخط کروانے کے بعد، باہر سے آتے شدید دباؤ کے بعد، عالم بوکھلاہٹ میں اُن کا ایک انٹرویو نشر کر کے یکدم اُنہیں باغی، ملک دشمن قرار دے کر اس طرح فوجی آپریشن کا آغاز کریں کہ پہلے ہی دھاوے میں اُن کا وہ صاحبزادہ شہید کر دیا جائے جو کبھی کسی مجرمانہ فعل میں ملوث نہیں رہا!!!

میں نہ تو صوفی محمد صاحب کے خیالات سے اتفاق کرتا ہوں اور نہ ہی طالبان کے طرزِ حکمرانی سے!! میں تو صرف اس امر پر حیران ہوں کہ ہماری ریاست اور اُس کے سر پر مسلط قیادت کس قدر تیزی سے پینترے بدلتی ہے! زرداری صاحب فرما رہے ہیں کہ "میں تو پہلے ہی نظام عدل مسودے پر دستخط کے خلاف تھا!!" "تو پھر محترم! آپ کی پیپلز پارٹی نے اس کی حمایت میں ووٹ کیوں ڈالا تھا؟ اگر آپ کے وزیرِ داخلہ امریکہ یاترا سے پہلے ایوان میں کھل کر افغان سرزمین پر قائم بھارتی قونصل خانوں پر ہمارے ہاں ہوتی دہشت گردی کا الزام عائد کر رہے تھے تو امریکہ پہنچ کر آپ کے خیالات میں اچانک یہ تبدیلی کیوں کر آ گئی کہ "میں نے ذاتی طور پر کبھی بھارت کو پاکستان کے لئے خطرہ تصور نہیں کیا۔" (واضح نہیں کہ یہاں لفظ "تبدیلی" مناسب ہے یا نہیں؟)

زلمے خلیل زاد کی مہربانیوں سے اب اپنے ملک سے زیادہ آپ کو حامد کرزئی کی صحبت پسند ہے! پاکستان کے ایٹمی راز دنیا کو بیان کر کے ہماری کمر میں خنجر اگھونپتے لیبیا کا دورہ بھی آپ نے اِسی دوران خیرسگالی کے جذبے کے تحت کیا ہے! بھارت بھی اب ہمارا بہترین دوست اور اس قدر عزیز ساتھی کہ آپ نے اپنی سرزمین بھی اسے افغان تجارت کے لئے عطا کر دی ہے! اگر ہر طرف دوست ہی دوست ہیں تو پھر آپ نے ایٹمی پروگرام پر مزید فضول خرچی سے گریز کرنے کا اعلان کر کے اچھا قدم اُٹھایا! اب یہ سو پچاس ایٹمی ہتھیاروں اور مختلف اقسام کے تیار میزائلوں کا بھی کچھ فیصلہ کر جائیے!!! "خطرہ ہمیں بھارت سے یا دنیا سے نہیں، خود اپنے ہی اندر سے ہے" تو پھر جب فوجی آپریشن شروع ہی کر دیا تو پھر یہ ہتھیار بھی......!!!

کیا مشرقی پاکستان میں ہوئے فوجی آپریشن کے زخم کبھی بھر سکتے ہیں؟ جب ہم نے اپنے ہی لوگوں کو غدار قرار دے دیا تو تب بھارت نے اُن کے جذبات کو بھڑکانے کے لئے وہاں اپنے پنجے گاڑھے! ہم مکتی باہنی کو گالیاں دیتے یہ فراموش کر دیتے ہیں کہ ہم نے برسہا برس

وہاں اُس نفرت کی فصل بوئی! اپنی زبان کا مطالبہ کرتا اور حقوق طلب کرتا بنگالی کیا غدار تھا؟ لیکن ہم بربریت کے اُس مقام تک پہنچ گئے جہاں پھر دشمنوں نے ایک دوسرے کے خون سے غسل کا اہتمام کیا!! اسلام کے نام پر قائم ہوتی ریاست دولخت ہوئی تو اندرا گاندھی نے "دوقومی نظریہ" کے بحیرۂ عرب میں غرق ہونے کا نعرہ بلند کیا اور آج ملک میں کیا ہو رہا ہے؟

عراقی سفارتخانہ سے اسلحہ برآمد ہونے کی داستان بیان ہوئی تو بھٹو دور میں بلوچستان پر وہ فوج کشی کی گئی کہ اکبر بگٹی تب آپریشن کے حامی اور بھٹو کے ساتھ تھے!!! اور پھر برسہا برس بعد مشرف دور میں وہی اکبر بگٹی غدار قرار دے کر قتل کر دیئے گئے اور آج اُن کا پوتا علیحدگی سے کم بات کرنے پر آمادہ نہیں!! پہلے وہ سوویت ایجنٹ قرار پائے تھے، اور اب امریکی پٹھو!! لیکن زخم ناسور بن چکا ہے! ضیاء الحق دور میں سندھی مشکوک تھا، سندھو دیش کی سازش کر رہا تھا۔ جی ایم سید بھارتی ایجنٹ تھا اس لئے وہاں فوج کشی لازم تھی!

پھر بے نظیر دورِ حکومت میں ایم کیو ایم کے خلاف فوجی آپریشن ہوا تو وہ غدار قرار پائے!!! الزام لگا کہ وہ بھارت کے ساتھ مل کر ملک توڑنے اور جناح پور بنانے کی سازش کر رہے تھے!!! پیپلز پارٹی کے خدا جانے کتنے کارکن مارے گئے اور ایم کیو ایم کے کتنے رہنماؤں اور کارکنوں کو ہاتھ پیر باندھ کر...... اُن کا ماورائے عدالت قتل کیا گیا۔ ٹارچر سیل اور شکنجے تک برآمد ہو گئے اور سوات کے "خونی چوک" کی طرز پر تب "کھجی گراؤنڈ" نے عوام کو لرزا کر رکھ دیا! تب کے وزیر داخلہ جنرل نصیر اللہ بابر کی نظر میں "طالبان" ہمارے بچے تھے اور اگلے کئی برس پیپلز پارٹی، مسلم لیگ نواز اور مشرف حکومتوں نے طالبان حکومت کو افغانستان میں تسلیم کرتے اُن کی بھرپور حمایت جاری رکھی۔

آج ایم کیو ایم محبِ وطن اور فوجی آپریشن کی حامی ہے! طالبان ملک دشمن ہیں اور ہم بدقسمتی سے طالبان کی صفوں میں شامل ہوئے ان جرائم پیشہ افراد کو الگ کر کے...... انہیں پکڑنے اور ختم کرنے سے بھی قاصر ہیں جو اغواء، قتل اور بہیمانہ کارروائیوں میں ملوث ہیں اور جو خودکش حملوں کی تربیت یا ترغیب میں ملوث ہیں!!

میں آغاز میں کہہ چکا ہوں کہ مجھے صوفی محمد اور طالبان دونوں کی تفسیرِ شریعت سے اختلاف ہے، لیکن کیا "اصل طالبان" افغانستان میں انسانوں کو دس برس پہلے ذبح کر رہے تھے یا وہاں آج کر رہے ہیں؟ پختون معاشرے میں ویسے بھی کیا جنگ و جدل کے دوران بندوق کا رواج ہے یا چاقو چھریوں کا؟ یہ طے ہے کہ ایک منظم جرائم پیشہ گروہ، مختلف ٹولیوں میں تقسیم، بھرپور غیر ملکی سرپرستی میں ایک بار پھر آگ بھڑکانے میں تلا بیٹھا ایک دوسرے کو مردار رہا ہے، تو جائیے! انہیں پکڑ کر اُن کے نقاب نوچئے اور قوم کے سامنے لا کر بیان فرمایئے کہ یہ کون اور کس کے ایجنڈے پر کام کر رہے ہیں؟ حساس اداروں کی ذمہ داری کیا سیاست دانوں اور صحافیوں کے فون ٹیپ کرنے سے زیادہ یا اُن کی فائلوں کی تیاری کے علاوہ بھی کچھ بنتی ہے؟ ڈالروں کی برسات اقتدار میں طوالت کی ضامن نہیں اور چنگاریوں پر تیل کی صورت شعلے بھڑکانے کا سبب بنے گی۔

وہاں ذرائع ابلاغ درست کہانی بیان کرنے کو موجود نہیں! اگر اس قدر ظلم ہو رہا تھا، یہ دس لاکھ انسان...... پہلے وہاں سے تنگ آ کر کیوں نہیں بھاگ آئے؟ کیا فضائی بمباری اور ٹینکوں کے مارٹر گولے شدت پسندی کا خاتمہ کر دیں گے؟ چند سو یا ہزار مجرموں کو جا پکڑنے کے بجائے آپ نے "شہد کی مکھیوں کے چھتے پر ڈنڈا برسا دیا ہے"!!

دربدر انسانوں کے چہرے پڑھیں اور آنکھوں میں جھانکیں! وہ غیرت مند جو آپ کی بھیک کے محتاج...... پیچھے اپنے گھربار تباہ اور رشتہ داروں کو مرتا چھوڑ آئے، اُن کی خاموشیاں سنیں اور پھر فیصلہ کریں کہ آپ نے کس المیہ کی بنیاد ڈال دی ہے؟ اگر آپ میں اس کی صلاحیت موجود ہے تو!

وہ نظام کافرانہ ہے جس میں فیصلے شریعت کے مطابق نہ ہوں (المائدہ:44)

پاکستان توڑنے کی سازشیں کامیاب ہو رہی ہیں؟

صوبہ سرحد، بلوچستان اور شہر کراچی کے فسادات ایک عالمی سازش کا نتیجہ ہیں، جس کا مقصد پاکستان کے ٹکڑے کر کے اسے ہندوستان کے رحم و کرم پر ڈال دینا ہے۔

ملک کے بچاؤ کی واحد صورت پورے ملک میں شریعت کا نفاذ ہے

پاکستان میں بسنے والے، مختلف نسلوں، زبانوں اور ثقافتوں کے لوگوں ہیں۔ اُن کو جوڑنے والی نعمت صرف اور صرف اسلام اور شریعت ہے۔ شریعت کے نفاذ ہی سے ہم پر اللہ کی رحمتیں آئیں گی اور ہم باہم متحد ہو کر دشمنوں کی سازشوں کا مقابلہ کر سکیں گے۔

اس سلسلے میں **شہر کراچی** میں

24 مئی | بروز اتوار | دن 10 بجے

بمقام: پی آئی اے گارڈن یونیورسٹی روڈ (نزد سوک سینٹر)

نفاذِ شریعت سیمینار

ہو رہا ہے...... سیمینار سے

پاکستان میں نفاذ شریعت
کیوں؟ ...... کیا؟ ...... اور ...... کیسے؟
کے موضوع پر

بانی تنظیم اسلامی **ڈاکٹر اسرار احمد** مدظلہ، امیر تنظیم **حافظ عاکف سعید**

اور دیگر علماء کرام اور دانشور خطاب فرمائیں گے۔
(خواتین کے لئے شرکت کا باپردہ اہتمام ہے)

تنظیم اسلامی کراچی۔ فون 41-4306040

باغی مُرید

[بالِ جبریل]

ہم کو تو میسّر نہیں مٹّی کا دِیا بھی
گھر پیر کا بجلی کے چراغوں سے ہے روشن!
شہری ہو، دہاتی ہو، مسلمان ہے سادہ
مانندِ بُتاں پُجتے ہیں کعبے کے برہمن!
نذرانہ نہیں! سُود ہے پیرانِ حرم کا
ہر خرقۂ سالوس کے اندر ہے مہاجن
میراث میں آئی ہے انہیں مسندِ ارشاد
زاغوں کے تصرّف میں عقابوں کے نشیمن!

اِن اشعار میں علامہ اقبال نام نہاد، دنیادار اور بداعمال پیروں کے خلاف اُن کے ایک ایسے باغی مُرید کے ردِّعمل کا اظہار کرتے ہیں، جو اِن پیروں کے کرتوتوں سے آگاہ ہو کر بغاوت پر آمادہ ہو گیا ہے۔ یہ مسئلہ کسی ایک مخصوص پیر کا نہیں، بلکہ اب تو کم و بیش تمام پیر اپنے حقیقی کردار کو بھلا کر لہو و لعب، دنیاداری اور جلبِ زر میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ ماضی میں یہ نام نہاد صوفیہ اپنے سادہ لوح مُریدوں کی ارادت و عقیدت سے جائز و ناجائز مفاد حاصل کرتے تھے، لیکن وقت کے ساتھ ساتھ اب مُرید بھی باشعور اور بیدار ہو گئے ہیں۔ ردِّعمل کے طور پر ان میں اپنے پیروں کے خلاف جو باغیانہ خیالات پیدا ہو گئے ہیں، اقبال نے اِس نظم میں اُن کا اظہار کیا ہے:

1۔ باغی مُرید کہتا ہے کہ ہم تو افلاس کی وجہ سے اپنے گھروں میں مٹی کا دیا بھی نہیں جلا سکتے، لیکن ہمارے پیر روشن ضمیر کے گھر میں بجلی کی روشنی ہوتی ہے۔ ہمارا پیر مریدوں کو ترکِ دنیا کا سبق دیتا ہے، لیکن خود دونوں ہاتھوں سے دنیا سمیٹ رہا ہے۔

2۔ ہم سادہ لوح مرید خواہ شہروں میں رہتے ہوں یا دیہات میں، عملاً چالاکی اور عیاری سے ہمارا دور کا بھی واسطہ نہیں۔ جبکہ ہم لوگ اِن پیروں کی ایسی عقیدت کے ساتھ پرستش کرتے ہیں، جیسے یہ لوگ "کعبے کے برہمن" ہوں، اور ہم ان کی اسی طرح پوجا کرتے ہیں جیسے برہمن بُتوں کی کرتے ہیں۔ اقبال نے یہاں "کعبے کے برہمن" کا استعارہ پیر کے لیے طنزاً استعمال کیا ہے کہ یہ حضرت بھی بتوں کی مانند اپنی پرستش کے خواہاں ہیں۔

3۔ جو نذرانہ، پیر مریدوں سے وصول کرتا ہے، وہ ایسا ہی ناجائز ہے جیسا کہ سُود، اس لیے ہر وہ پیر جو اپنے مریدوں کے نذرانے کے نام سے ناجائز رقوم وصول کرتا ہے، دراصل مہاجن ہے، جس نے ریاکاری اور مکاری کا خرقہ زیبِ تن کر رکھا ہے۔ (خرقۂ سالوس کے معنی ہیں مکر و فریب کا جامہ)

4۔ یہ پیر لوگ جس مسندِ ارشاد پر متمکن ہیں، وہ قطعاً اس کے اہل نہیں ہیں۔ وعظ و ہدایت کی یہ مسندیں اُن کو ورثے میں مل گئی ہیں۔ یوں سمجھو کہ عقابوں کے نشیمن کوّوں کے قبضے میں آ گئے ہیں۔

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ تنظیم اسلامی گوجر خان کے مبتدی رفیق محمد لطیف کا جواں سال بیٹا شاہد لطیف وفات پا گیا۔
☆ ناظم حلقہ پنجاب شمالی راجہ محمد اصغر کے بڑے بھائی انتقال کر گئے۔
☆ رفیق منفرد اسرہ ہمبر حاجی شفیق احمد کی والدہ قضائے الٰہی سے وفات پا گئیں۔
☆ رفیق تنظیم اسلامی اقبال ٹاؤن لاہور عبدالباسط شاہد کے بھائی وفات پا گئے۔
☆ رفیق تنظیم وسطی لاہور عادل جہانگیر قضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔

اللہ تعالیٰ مرحومین و مرحومات کی مغفرت فرمائے۔
قارئین سے بھی دعائے مغفرت کی درخواست ہے

بانی تنظیم اسلامی کا دورہ سکھر

بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب آئی بی اے (Institute of Business Administration) سکھر کی انتظامیہ کی دعوت پر 27 اپریل سکھر تشریف لائے۔ جناب غلام محمد سومرو اور رفقاء نے سکھر ائیر پورٹ پر ان کا استقبال کیا۔ اُن کی واپسی کی فلائٹ تین دن کے بعد تھی، لہٰذا انہیں Decent Lodge نامی گیسٹ ہاؤس میں ٹھہرایا گیا۔ اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے ان کے مشورہ سے عوامی خطاب کا پروگرام بھی طے کیا گیا۔

28 اپریل 2009ء بروز منگل شیڈول کے مطابق دوپہر 12 تا 2 بجے آئی بی اے کے آڈیٹوریم میں پروگرام کا انعقاد ہوا۔ ڈاکٹر صاحب کا موضوع گفتگو تھا "اسلام کا معاشی نظام" آڈیٹوریم میں طلبہ کی حاضری بھرپور تھی، جن میں تنظیم کے رفقاء بھی شامل تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے متذکرہ عنوان پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ انسانی اجتماعیت میں معاشیات اور اقتصادیات کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ فطری طور پر یہ سوال ہر مسلمان کے ذہن میں پیدا ہوتا ہے کہ اسلام کا معاشی نظام کیا ہے۔ ایک تصور جو لوگوں کے ذہنوں میں موجود ہے کہ شاید اسلام کا معاشی نظام ہمارے موجودہ نظام میں زکوٰۃ اور عشر کے اضافہ اور ذرا مزید ہمت کر کے سود کی لعنت کو ختم کر دینے کا نام ہے۔ گویا معیشت کا بنیادی ڈھانچہ یہی رہے گا اور اس میں اتنا سا تغیر و تبدل ہی مطلوب ہے۔ اسی بنیاد پر کچھ لوگ بدنیتی کے تحت اور کچھ مغالطے سے پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ اسلام کے پاس معاشی مسائل کا کوئی حقیقی حل موجود نہیں۔ حالانکہ اسلام اجتماعی عادلانہ نظام پر مشتمل ایک بہترین معاشی نظام رکھتا ہے۔ اسلام کا معاشی نظام ملک کے ہر فرد کے لئے روٹی، کپڑا اور مکان اور اس کے علاوہ بنیادی ضروریات جیسے تعلیم اور علاج معالجہ فراہم کرنے کا ذمہ دار ہے، تاکہ انسان سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کا غلام نہ بنا رہے بلکہ اپنی زندگی غیرت، وقار اور خودداری کے ساتھ بسر کرے۔ آج عالم کفر اور عالم اسلام دونوں میں سرمایہ دارانہ استحصالی نظام چل رہا ہے۔ جاری معاشی نظام دراصل صیہونیت کا نظام ہے جس کو نافذ کرنے میں امریکہ اور دوسرے ممالک پیش پیش ہیں۔ یہ نظام انسانی جذبہ سے بالکل خالی ہے اور سود پر مشتمل ہے۔ اس نظام کے ذریعے امیر ممالک غریب ممالک سے دولت ایسے کھینچ رہے ہیں جیسے پمپ مٹی اور کیچڑ کو کھینچ لیتا ہے۔ اس شکنجے سے نکلنے کے لئے ہمیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کا راستہ اختیار کر کے اسلام کے عادلانہ معاشی نظام کو نافذ کرنا ہوگا، جس کے لئے منظم جدوجہد کی ضرورت ہے۔ شیطان کے ساتھی اور نام نہاد مسلمان اس راستے میں رکاوٹیں کھڑی کریں گے، کیونکہ غیر اسلامی معیشت اور سودی نظام سے اِن کے مفادات وابستہ ہیں، لہٰذا جاری استحصالی نظام کو ختم کرنا آسان نہیں، تاہم اس کو ختم کیے بغیر امن و سکون اور انسانی ہمدردی کا جذبہ پیدا ہونا ناممکن ہے۔ آخر میں محترم ڈاکٹر صاحب نے آئی بی اے کے طلبہ کی جانب سے اس موضوع پر کیے گئے سوالات کے جوابات دیے۔ اسی روز بعد نماز عشاء بانی محترم کا خطاب عام بعنوان "اسلام اور پاکستان کے موجودہ حالات" جامع مسجد طور سینا میں ہونا تھا تاہم اُن کی ناسازی طبع کے باعث یہ خطاب نہ ہو سکا۔

29 اپریل 2009ء بروز بدھ ڈاکٹر صاحب نے سکھر پریس کلب میں پریس کانفرنس کی جس میں انہوں نے اخباری نمائندوں کے علاوہ جیو ٹی وی کے پروگرام "آج کامران خان کے ساتھ" میں سوالوں کے جوابات دیئے۔ اسی دن بعد نماز عصر بانی تنظیم اسلامی کی رفقاء سے تنظیم کے مرکز میں ملاقات طے تھی۔ لہٰذا نماز کے بعد رفقاء نے اُن سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ بانی محترم کو تندرست و توانا رکھے اور جن رفقاء نے اس پروگرام کے انعقاد کی تیاری میں محنت کی اس کو قبول و مقبول فرمائے اور جو رفقاء نہ کر سکے ان کو ہمت و توفیق دے کہ وہ ان پروگراموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ آمین۔

(رپورٹ: نصر اللہ انصاری، سکھر)

تنظیم اسلامی واہ کینٹ کے تحت ماہانہ شب بیداری پروگرام

تنظیم اسلامی واہ کینٹ کے زیر اہتمام 24 اور 25 اپریل 2009ء کی درمیانی شب شب بیداری کا اہتمام کیا گیا۔ یہ پروگرام حلقہ پنجاب شمالی کی جانب سے ترتیب دیا گیا۔ چونکہ پروگرام اپنے علاقہ سے باہر منعقد کیا جانا تھا، لہٰذا مقامی امیر سلیم صدیقی نے اس کے لئے حسن ابدال کے معروف گنجان علاقہ واقع گردوارہ پنجہ صاحب میں جامع مسجد حیات الصحابہؓ واٹر سپلائی روڈ کا انتخاب کیا اور اس سلسلے میں مسجد انتظامیہ سے شب بیداری کے انعقاد کی اجازت حاصل کی۔ رفیق تنظیم خالد محمود نے، جن کا تعلق حسن ابدال سے ہے اپنے بیٹے کے ہمراہ بھرپور معاونت کی۔ نماز عصر کے بعد رفقاء سے پروگرام کے سلسلے میں مشاورت کی گئی۔ ناظم دعوت و تربیت محمد صادق خان نے پروگرام کو نہایت احسن انداز میں کنڈکٹ کیا۔ اس پروگرام میں واہ کینٹ، ٹیکسلا، کامرہ اور حسن ابدال کے رفقاء کے علاوہ دو رفقاء اسلام آباد سے بھی تشریف لائے۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز نماز مغرب کے بعد اسلام آباد جنوبی (اُسرہ اسلامی یونیورسٹی) کے رفیق اور امیر تنظیم اسلامی پاکستان کے فرزند حسین عاکف کے "انداز آخرت" کے موضوع پر نہایت جامع درس قرآن سے ہوا۔ بعد ازاں مسجد انتظامیہ نے مخدوش ملکی حالات کا عذر کر کے شب بیداری کو مزید جاری رکھنے سے معذرت کر لی، لہٰذا مشاورت کے بعد طے ہوا کہ رات سے صبح فجر تک کے بقیہ پروگرام واہ کینٹ کی مسجد عائشہ میں منعقد ہوں۔ چنانچہ شرکاء نے وہیں آ کر رات کا کھانا کھایا اور آرام کیا۔ رات کے آخری پہر بیدار ہو کر رفقاء نے نماز تہجد ادا کی۔ نماز فجر کے بعد محمد صادق خان نے "والدین کے حقوق" پر درسِ حدیث دیا۔ اس کے بعد ترجمہ و حفظِ قرآن کا پروگرام ہوا۔ بعد ازاں حقوق القرآن پر بھرپور مذاکرہ ہوا جس میں تمام رفقاء شریک ہوئے۔ ناشتہ کے بعد شرکاء ایک مرتبہ پھر حسن ابدال روانہ ہوئے اور بقیہ پروگرام وہیں منعقد کیے گئے۔ مسجد حیات الصحابہؓ میں فرائض دینی کے جامع تصور پر سیر حاصل مذاکرہ کے بعد تعارفی نشست ہوئی۔ اس کے بعد ڈیڑھ گھنٹہ تک علاقے میں گشت کیا گیا اور لوگوں کو نماز ظہر کے بعد ہونے والے درس قرآن میں شرکت کی دعوت دی گئی۔ اسلام آباد جنوبی (اُسرہ اسلامی یونیورسٹی) کے رفیق پروفیسر خالد محمود نے "حقوق القرآن" پر بہت جامع اور مدلل درس قرآن دیا۔ اختتامی دعا کے بعد یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ (رپورٹ: طارق نعیم)

تنظیم اسلامی نوشہرہ کے زیر اہتمام دعوتی اجتماع

28 اپریل 2009ء کو نقیب اُسرہ نوشہرہ کینٹ محمد سعید قریشی نے گورنمنٹ ہائی سکول نمبر 2 نوشہرہ کینٹ میں قبل از نماز ظہر "عبادت رب" کے موضوع پر دعوتی اجتماع کا انعقاد کیا۔ اجتماع کی غرض و غایت سکول سٹاف تک دعوت پہنچانا تھا۔ امیر تنظیم اسلامی نوشہرہ قاضی فضل حکیم نے عبادت رب کے لغوی اور اصطلاحی مفہوم کو واضح کیا اور بلیک بورڈ کی مدد سے دین کے چھ گوشوں کو حاضرین کے سامنے رکھا جن میں عبادت رب مطلوب ہے۔ انہوں نے بتایا کہ تین گوشوں کا تعلق انفرادی زندگی سے ہے اور اسے مذہبی گوشہ کہتے ہیں، جبکہ باقی تین گوشوں کا تعلق اجتماعی زندگی سے ہے۔ دین مجموعی طور پر ان چھ گوشوں کا نام ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہم سے پورے دین پر چلنے کا مطالبہ کرتا ہے، لہٰذا جن چیزوں پر عمل ممکن ہے اُن پر فوراً عمل پیرا ہونا چاہیے اور جن پر عمل کرنا فی الحال ممکن نہیں، اس کے لئے منظم کوشش کرنا ناگزیر ہے۔

اس اجتماع میں 4 رفقاء اور 20 احباب نے شرکت کی۔ سکول کے سٹاف نے پروگرام کو بہت پسند کیا اور اس کو ماہانہ بنیادوں پر منعقد کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ آخر میں تمام شرکاء کی شربت سے تواضع کی گئی۔ (مرتب: جان نثار اختر)

25 روزہ قرآن فہمی کورس کل وقتی

مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

پھر سوئے حرم لے چل

جس میں ترجیحاً انٹرمیڈیٹ تعلیم کے حامل طلباء، کاروباری و ملازمت پیشہ اور بے روزگار حضرات شریک ہو سکتے ہیں تا کہ قرآن مجید کے ساتھ ساتھ دیگر دینی علوم سیکھ کر عملی زندگی میں باعمل مسلمان کی زندگی بسر کر سکیں۔

2009ء میں 3 کورسز

ان شاء اللہ

20 واں کورس یکم جون تا 25 جون 09ء

21 واں کورس یکم جولائی تا 25 جولائی 09ء

22 واں کورس 27 جولائی تا 20 اگست 09ء

اہل ثروت حضرات سے عطیات کا خیر مقدم کیا جاتا ہے

ہر کلاس میں طلباء کی تعداد (30) سے زیادہ نہیں ہوگی۔ جون، جولائی اور اگست 09ء میں سے اپنی فرصت کے مطابق نام رجسٹرڈ کرائیں۔

☆ قیام وطعام اکیڈمی کے ذمے ہوگا ☆ تعلیمی ٹائم ٹیبل اور قواعد وضوابط کی پابندی ضروری ہوگی ☆ خوبصورت لیکچر ہال، مسجد، لائبریری اور دیگر ضروریات ایک ہی چھت کے نیچے ☆ پرسکون اور پاکیزہ ماحول

قرآن اکیڈمی

لالہ زار کالونی نمبر 2 ٹوبہ روڈ جھنگ

فون: 047-7628561-7628361